لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الهلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

کلکته: چهـار شنبه ١٢ رمضان ١٣٣٢ هجري

Calcutta . Wednesday August, 5. 1914.

جلد ٥ | نمبر ٦

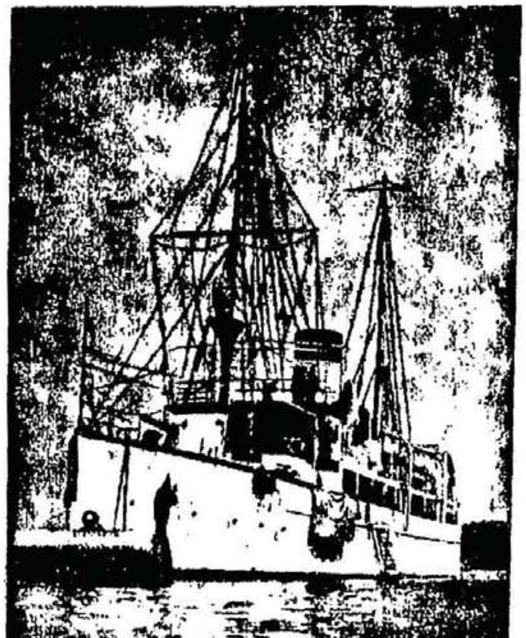

ـة علیـه کا جهـاز:

" آلدین رئیس "

قیمت فی پرچه — چـار آنـه

Telephone № 648
AL-HILAL
Proprietor & Chief Editor:
Abul Kalam Azad
14 Mcleod Street,
CALCUTTA
Yearly Subscription, Rs. 8
Half yearly .. Rs. 4 12

الہلال

المحکم المکتبنی ابوالکلام آزاد الدہلوی
مقام اشاعت
۱۴ — مکلوڈ اسٹریٹ
کلکتہ
ٹیلیفون نمبر ۶۴۸
سالانہ — ۸ — روپیہ
ششماہی — ۴ — ۱۲ — آنہ

جلد ۵ — کلکتہ : چہار شنبہ ۱۲ - رمضان ۱۳۳۲ ھجری — نمبر ۶
Calcutta : Wednesday, Augst, 5 1914.

نار اللہ الموقدة ، التی تطلع علی الافئدة !!

عفـــریت جنگ کا عالمگیر تسلط

مدینۃ حدیثہ کا خذلان و خسران !

بلقـــان کے کوہ آتش فشاں کا ایــک شرارہ
تمــام یورپ میں آگ لگا دیــگا
(پرنس بسمــارک)

بالاخر استعمار کے اس شجرہ ملعونہ میں پھل آگئے' جسے آج سالہا سال سے یورپ مشرق کے خون سے سینچ رہا ہے - اب ان پھلوں کی تلخی اسکے کام و دھن کے لیے ایک عذاب الیم ثابت ہورہی ہے - فسبحان من بطشہ شدید ' و اخذہ و بیل -

* * *

یعنی یورپ میں موعود و منتظر عالمگیر جنگ چھڑ گئی -

بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ اس چنگاری کی لگائی ہوئی ہے جو عشق " سرریہ عظمی " کی راہ میں ایک سر فروش سرری طالب العلم کی ریوالور سے نکلی تھی اور ولی عہد آسٹریا کے دل و جگر سے پار ہوگئی تھی ' مگر یورپ اب شاہ پرست نہیں ہے - وہ وابستگان شاہ بلکہ خود شاہ کے انتقام کو بھی اتنا ضروری نہیں سمجھتا کہ اسکے لیے قوموں اور ملکوں کو قربان کردے - پس ہم کو اسباب جنگ کے سراغ میں اور آگے بڑھنا چاہیے -

(جنــگ کا ابتـــدائی ســـر رشتـــہ)

تاریخ عالم کے گذشتہ صفحات الٹیے اور سنہ ۱۸۷۸ ع یعنی جنــگ روس و دولت علیہ ' معاہدہ سینٹ اسٹی فانو ' اور بالاخر برلن کانگریس تک آئیے - یہ وہ زمانہ تھا جبکہ فرانس اور انگلستان دونوں روس کے نہـایت شدید رقیب تھے - دونوں انتہــائے اضطراب و حسرت کے ساتھہ دیکھہ رہے تھے کہ روس کلید عالم (قسطنطنیہ) پر عملاً قابض ہوا چاہتا ہے -

انگلستان اور فرانس دولۃ عثمانیہ کے حامی بنکے آئے تھے' مگر انگلستان بقول نپولین ایک تجارت پیشہ اور بقال سرشت قوم ہے اسلیے خواہ وہ کتنا ہی شریف المقصد اور بلند پایہ کام کرے تاہم " نفع و ربح " کا نقطہ اسکے پیش نظر رہتا ہے' اور جب کبھی وہ علم' انسانیت' مسیحیت ' یا امن کی خدمت انجام دیتا ہے تو اسکے خرمن حرص میں کوئی نہ کوئی دانہ ضرور بڑھجاتا ہے -

انگلستان نے دولت عثمانیہ سے اپنی حمایت کی فیس میں جزیرہ قبرس لے لیا -

ڈسرائیلی اور لارڈ سالسبری نے اس معاہدہ پر دستخط کیے تھے جسکا مفاد یہ تھا کہ وہ کانگریس میں ترکوں کے ساتھہ کوئی پوشیدہ منصوبہ یا خفیہ انتظام کیے بغیر داخل ہوتے ہیں ' حالانکہ جو کچھہ کرنا تھا وہ کرچکے تھے -

اتفاق سے گلوب نامی ایک اخبار کو معاہدۂ قبرس ملگیا اور اس نے اسکا اقتباس شائع کردیا -

اس عین وقت پر پردہ دری کا اثر فرانس اور روس پر یہ پڑا کہ دونوں ملکوں میں نفرت و حقارت اور غیض و غضب کا ایک طوفان بپا ہوگیا ' اور فرانسیسی و روسی والا نے کہا کہ وہ فوراً برلن چھوڑ دیتے ہیں -

اسوقت داھی زمانہ پرنس بسمارک " ایماندار دلال " کے بھیس میں آیا اور اس معاملہ کو معاہدہ برلن کی صورت میں طے کرا دیا -

اسی معاہدہ برلن میں ھرزی گونیا اور بوسینیا آسٹریا کو دلوایا گیا -

سلافی روس کے لیے جرمن نسل کے ہاتھوں یہ دوسرا چرکا تھا جو اسٹریا کے اقتدار سے لگایا گیا ' مگر وہ بالکل مجبور تھا - کیونکہ دول یورپ میں کسی نے اسکا ساتھہ نہیں دیا -

لیکن اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اس وقت سے روس اور جرمنی کے تعلقات میں کشیدگی پیدا ہوگئی -

سنہ ۱۸۷۰ ع کی جنگ کے بعد سے جرمنی اور فرانس کے تعلقات نہایت درجہ خراب ہورہے تھے - فرانس نے اس فرصت کو مغتنم سمجھا اور روس سے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش شروع کی - ادھر بسمارک نے بھی اپنی غلطی محسوس کی اور تلافی ما فات کرنا چاہی ' مگر اس منافست و مقابلہ میں فرانس کامیاب ہوا -

پس اسٹریا اور روس کے باہمی تعلقات میں برلن کانگریس کے بعد سے ایک غاصب و مغصوب یا فائزالمرام و حرمان نصیب حریفوں کی نسبت پیدا ہوگئی -

جزیرہ نمائے بلقان کی آزادی کا تخیل برلن کانگرس سے پیشتر نہ تھا مگر کانگرس کے بعد سے یہ خیال سلافی نسل میں پیدا ہوگیا' اور نہ صرف پیدا ہوگیا بلکہ انکے دلوں میں پوری طرح جاگزیں بھی ہوگیا - چنانچہ اسکے بعد ہی سے اسکی تیاریاں ہونے لگیں -

بغرض اختصار ہم سنہ ۱۸۷۸ سے سنہ ۱۹۱۲ ع تک کا درمیانی زمانہ نظر انداز کردیتے ہیں -

سنہ ۱۲ ع میں ایک طرف تو تیاریاں پایہ تکمیل کو پہنچ چکی تھیں' دوسری طرف ترک جنگ طرابلس میں الجھے ہوئے تھے - سلافی نسل کو خیال آیا کہ اس مقصد کے لیے ایک طلائی فرصت انہیں حاصل ہے - روس نے جنگ بلقان کی تجویز پیش کی

انگلستان نے جو ساحل باسفورس پر اپنے اثر کي امي اور جرمن نفوذ کي روز افزوں ترقي ديکهه ديکهکے خار کها رها تها اور ترکونکو زک دينے کيليے چالاک بلي کي طرح اشتغال و مصروفيت کا منتظر تها ' اس تجويز کي نهايت شد و مد سے تائيد کي ' اور بالاخر فرانس بهي راضي کرليا گيا -

اتحاد ثلاثه (ٹرپل الائنس) ميں سے اطاليا کو تو يه سمجها کر راضي کرليا گيا که اگر دولت عثمانيه جنگ بلقان ميں پهنسگئي تو پهر طرابلــــس ميں تمهارے ليے ميدان صاف هوگا - آسٹريا کو مخالفت کي گنجايش نه تهي کيونکه جب اس نے هرزي گونيا اور بوسينيا کا الحاق کيا هے ' تو باوجوديکه اسميں بڑي آبادي سلافي عنصر کي تهي مگر پهر بهي روس نے کوئي اعتراض نهيں کيا تها - بظاهر جرمني کے رام هونے کي کوئي وجه معلوم نهيں هوتي - خصوصاً ايسي حالت ميں که نوجوان ترکوں کے ، اور اسکے تعلقات نهايت درجه بڑهے هوے تهے ' مگر اغلباً اطاليا کے پاس حلف نے اسے مجبور کر ديا هوگا -

اگر اتحاد ثلاثه کو ان غير متوقع نتايج کا وهم بهي هوتا تو وه يقيناً اس جنگ کو منظور نه کرتا ' مگر بهر حال اعلان جنگ هوا اور وه سب کچهه هوا جو هونا تها -

(موجوده جنــگ کي ابتدا)

يه خلاف اميد فيروز منديان موجوده جنگ کي تمهيد تهيں ' کيونکه ايک طرف آسٹريا کي حرص نسل کو (جو تعداد ميں زائد سے زائد ۸ - مليين هے) اپنے سامنے حريف قاهرکا اور اپنے سے تعداد ميں سه چند زياده سلافي نسل کا ايک امتداتاً هوا عظيم الشان سيلاب نظر آيا - دوسري طرف اهل سرويا " ساحل ايدرياٹــک سے لب بحر روم تــک پهيلي هوي سروية عظمى " کا خواب پريشان ديکهنے لگے !

آسٹريا نے اتحاد ثلاثه کي پاليسي کي غلطي اور اس کے آنے والے خطره کو اسي وقت محسوس کر ليا اور چاها که بڑهتے هوے سيلاب کے ليے ايک بند باندهے - چنانچه سرويا نے ان خوش آيند اور شاندار اميدوں کي پامالي کے ليے البانيا کو اپنا آلۂ عمل بنايا -

اس کار روائي ميں مقتول ولي عهد سرويا نے غير معمولي حصه ليا تها - اس سے اور زياده سرويوں ميں آسٹريوں کي طرف سے بغض و عداوت کي آگ بهڑک اٹهي - بالاخر اسے قتل کرکے چهوڑا -

(اتحاد و مفاهمت)

يورپ کي چهوٹي چهوٹي سلطنتوں کو چهوڑ کے کل ۶ - بڑي سلطنتيں هيں - انميں سے جرمني ' آسٹريا هنگري ' اور اطاليا کا باهمي اتفاق اتحاد ثلاثه (ٹرپل الائنس) کهلاتا هے - روس اور فرانس کے باهمي اتحاد کو اتنين (ڈيوال الائنس) کهتے هيں - اور روس ' فرانس ' اور انگلستان ' تينوں کے باهمي اتحاد کا نام مفاهمت ثلاثه (ٹرپل اين ٹنٹ) هے -

اتحاد ثلاثه کے معاهده کي رو سے اگر کسي ايک رکن پر حمله کيا جاے تو بقيه ارکان کا فرض هوگا که وه اسکي مدد کريں - اتحاد اثنين کے عهد نامه کي بموجب جب دونوں ميں سے کسي ايک سے جنــگ هو تو دوسرے کو بهي حصه لينا پڑيگا - ليکن مفاهمت ثلاثه کي رو سے ضروري نهيں که اگر ايک رکن عهد جنــگ ميں پڑجاے تو دوسرے ارکان بهي جنگ ميں ضرور هي حصه ليں -

مفاهمت ثلاثه اور اتحاد ثلاثه کے بحري اور بري قوى کا موازنه ذيل کي جدول سے هوسکتا هے :

(قواے بحريـــه)

نام جهاز	مفاهمت	اتحاد ثلاثه
دريڈ ناٹ	۳۵	۲۲
چهوٹے دريڈ ناٹ	۹۷	۵۷
کروزر	۸۴	۲۱
هلکے کروزر	۹۲	۶۰
تباه کن کشتياں	۴۲۷	۲۶۷

چهوٹي چهوٹي جنگي کشتياں مفاهمت کے پاس اتحاد ثلاثه سے بهت زياده هيں -

يه ياد رکهنا چاهيے که اگر برطانيه کو علحده کرليا جاے تو مفاهمت کي قوت نصف سے بهي کم رهجاتي هے -

(قــواے بــريه)

جرمني

فوج ميدان (فيلڈ ارمي)	۱۵۰۰۰۰۰
مستحفظ	۲۵۰۰۰۰
لينڈو هير	۱۸۰۰۰۰۰
لينڈ سٹرم	۸۰۰۰۰۰
	۴۳۵۰۰۰۰

آسٹريا

فوج ميدان	۱۳۶۰۰۰۰
مستحفظ (غير تربيت يافته)	۱۶۸۰۰۰۰
هوابند	۲۲۰۰۰۰
لينڈو هير	۲۴۰۰۰۰
	۳۵۰۰۰۰۰

اطاليا

فوج ميدان	۲۵۰۰۰۰
غير محدود رخصت پر	۳۰۰۰۰۰
مليشيا	۳۲۰۰۰۰
ٹر ٹيوريال مليشيا	۲۲۰۰۰۰۰
	۳۲۲۰۰۰۰

ان ميں سے صرف ۱۰۲۰۰۰۰ کم و بيش تربيت يافته هيں

روس

فوج ميدان	۲۹۰۰۰۰۰
مستحفظ	۱۰۶۴۰۰۰
سرحدي بٹالين	۴۱۰۰۰
قاسک	۱۵۰۰۰۰
قديم مستحفظ	۱۲۳۵۰۰۰
	۵۴۰۰۰۰۰

ليکن روس اپني فوج کا بيشتر حصه سلطنت کے کسي ايک حصه ميں بمشکل جمع کرسکتا هے -

فرانس

فوج ميدان	۱۴۰۰۰۰۰
مستحفظ	۱۰۰۰۰۰۰
قديم مستحفظ	۲۰۰۰۰۰۰
	۴۵۰۰۰۰۰

انگلستان

فوج مهم (ايکسپڈ يشنري جــوربن) تقريباً	۱۷۰۰۰۰۰

* * *

يه بري قوى کا ايک سرسري و تخميني نقشه هے - ان دونوں نقشوں سے اندازه هوگيا هوگا که بحري قوت ميں مفاهمت زياده هے اور بري قوى ميں اتحاد کا پله بهاري هے مجموعي حيثيت سے دونوں ميں ايک بهي اسقدر قوي نهيں که بغير ضرورت حمله بلکه انتهائي مجبوري کے دوسرے پر حمله آور هو ' کيونکه يه حمله ايک مايوسانه جانبازي هوگي -

جب حالت يه هے تو پهر آسٹريا اور جرمني کو جنگ پر اصرار کيوں هے ' اور وه ايک غير متيقن اور مشتبه کهيل ميں کيوں اپنے تئيں ڈالتے هيں

(آسٹریا اور جرمنی)

ولیعہد کے قتل نے یہ ثابت کردیا کہ پانی سر تک پہنچ چکا ہے اور اگر آج ہی انتظام نہ کرلیا گیا تو کل سر سے گزر جائیگا -

بقول جان بل نامی اخبار کے' آسٹریا کو بہ تحقیق معلوم تھا کہ اس سازش میں سرویا شریک ہے - اس نے شاہنشاہ آسٹریا کو ہر ممکن نقصان پہنچانیکے لیے ایک انجمن لنڈن لیگیشن ۴۰ پوانٹ اسٹریٹ میں اور پھر بلگراد میسن ہوٹیل' اور اسکے بعد کونفس گیٹ میں قائم کی تھی جسکا نام " سیکریٹ سروس بیوریا " ہے اور یہ قتل اسی مجلس کی کوشش و انتظام سے ہوا -

سازش قتل میں سرویا کی شرکت کا ثبوت اس سے زیادہ اور کیا ہوسکتا ہے . کہ جان بل کو خود اس تحریر کا ایک حصہ ملگیا جسمیں ولیعہد کے قتل کی تجویز لکھی تھی - یہ تحریر کیونکر ملی؟ اسکا ایک عجیب قصہ ہے - سیکریٹ سروس بیوریا کا دفتر جب بلگراد میسین ہوٹل سے کونفس گیٹ کو منتقل ہوکے آنے لگا ہے تو بہت سے کاغذات جلاے گئے تھے جنمیں یہ تحریر بھی تھی - مگر سرویا کی بدقسمتی سے اسکا ایک حصہ نہیں جلا' اور اتفاق سے جان بل کے دفتر تک پہنچ گیا - اسمیں مصارف قتل کے لیے ۴ ہزار پونڈ کے دینے کا وعدہ کیا گیا تھا -

پس اسوقت آسٹریا کے سامنے دو راہیں تھیں : فیصل کن جنگ کی شمشیر' یا دائمی سازش کا پھندا' اور کون ہے جو میدان جنگ میں عزت کی موت کو سازش گاہوں میں ذلت و بے بسی کے ساتھہ مرنے پر ترجیح نہ دیگا ؟

یہ صحیح ہے کہ سرویا تحقیقات کے لیے مستعد نظر آتی تھی مگر خود مجرم اپنی تحقیقات کیا کریگا ؟ اگر سرویا ان چند افسروں یا عہدہ داران حکومت کو معزول بھی کردیتی' تو اس سے آسٹریا کے آیندہ مصائب کا خاتمہ نہیں ہوسکتا تھا' کیونکہ چند اشخاص کے سزا یاب ہونے سے وہ تحریک تو مردہ نہیں ہوجاتی جو خود حکومت کی آغوش میں پرورش پا رہی ہے ؟

ادھر جرمنی بھی جنگ کے لیے مجبور تھی - ایک طرف آسٹریا کی اعانت اسکے لیے ناگزیر تھی - کیونکہ وہی اسکا اصلی دست و بازو ہے اور بقول اسکے میدان جنگ کے دنگل میں جرمنی کا " بے مثل ثانی " - دوسری طرف خود اسکی آبادی روز افزوں ہورہی ہے جسکے لیے نو آبادیاں نہایت ضروری ہیں' اور اتفاق سے مفاہمت کچھہ اسطرح دنیا پر چھایا ہوا ہے کہ جرمنی کو قدم رکھنے کی کہیں جگہ نہیں ملتی -

یہ حالت تھی جسکی وجہ سے آسٹریا نے سرویا سے چند دلت آفریں اور نا ممکن القبول مطالبات کیے' جنھیں سرویا نے اعتراض کے ساتھہ منظور کرلیا - تاہم آسٹریا کے لیے یہ منظوری تشفی بخش نہ ہوئی' اور قبل اسکے کہ ڈپلومیسی اپنی کارگزاریاں دکھلائے' اعلان جنگ کردیا گیا -

(آغـــاز جنگ)

۲۵ جولائی کو سرویا اور آسٹریا کے تعلقات منقطع ہوگئے - سرویا جو جنگ بلقان کے زخموں سے چور چور ہورہی تھی' یہ جانتی تھی کہ وہ ایک تازہ دم فوج کا کہاں تک مقابلہ کرسکتی ہے ؟ پس اعلان جنگ سے پہلے ہی وہ اپنا دار السلطنت کراگیر جیوکس نامی شہر میں لیگئی' جو بلغراد سے ۶۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے -

آسٹریا نے اپنی تمام قلمرو میں فوجی قانون کا اعلان کر دیا - سرویا کے کمانڈر انچیف کو جو اسوقت ہنگری میں سفر کر رہا تھا آسٹریا نے گرفتار کرلیا ہے -

(ترانـــہ امن کی افســردہ لے)

" ڈپلومیسی میں سب سے آگے اور جنگ میں سب سے پیچھے " انگلستان کی قومی مزیت ہے - اسلیے انقطاع علائق کی خبر سنتے ہی وہ پر عظمت و افتخار دور آگے یاد آگیا . جبکہ بلقان میں تمثیل کو چکا تھا - ایک امن سازانہ انداز میں پنسل کو جنبش ہوئی - اور روم' پیرس' اور برلن سے پوچھا گیا : " کیا تم اسکے لیے راضی ہو کہ دار السلام لندن میں تمہارے سفراء جمع ہوں' اور موجودہ مشکلات کے حل کی تدبیر سوچیں ؟ " مگر یہ کارزار اسلام کے آخریں نعش پا (ترکی) کی قسمت کا فیصلہ نہ تھا بلکہ آسٹریا کی پالیسی تھی - فرانس نے اپنے حلیف کی خاطر اور اطالیا نے جنگ سے جان بچانے کے لیے ڈاوننگ اسٹریٹ کے طواف کی ذلت گوارا کرلی' مگر موجودہ یورپ کے عفریت اجلال و عظمت یعنی جرمنی نے یہ کہکر ٹالدیا کہ گیے اصولاً تو اتفاق ہے' مگر یہ تدبیر کارگر نہ ہوئی - کیونکہ آسٹریا اپنی پالیسی کو کسی ثالث کے ہاتھہ میں دینے کے لیے تیار نہیں -

یوں بالا خوانی و خود فروشی کی اور بات ہے - ورنہ سچ یہ ہے کہ دیگر دول یورپ بھی امن یورپ کے انگلستان سے کم خواستگار نہیں ہیں - ۲۵ جولائی ہی کو فرانس اور روس کے سفراء نے وائنا میں ملاقات کی اور آسٹریا کو اپنے ارادہ (اعلان جنگ) سے باز رکھنا چاہا - جب اس میں کامیابی نہ ہوئی تو روس نے آسٹریا سے براہ راست گفتگو شروع کی اور بعض تجاویز بھی پیش کیں' اسکے علاوہ خود زار اور قیصر میں بھی مبادلہ آراء ہوا -

مگر ان تمام مساعی میں سے ایک بھی کارگر نہ ہوئی' کیونکہ روس کا منشاء یہ تھا کہ آسٹریا سرویا کو اسکے اس سنگین جرم کی سزا نہ دیسکے' اور جرمنی کا مقصد یہ تھا کہ جنگ کا رقبہ محدود رہے -

(اتحـــاد و مفاہمت کا اعـــلان جنـــگ)

غرض روس نے مداخلت پر اصرار کیا اور آسٹریا پر حملہ آور ہوگیا' اسلیے جرمنی نے بھی اسکے حلیف فرانس کے مقابلہ میں اعلان جنگ کردیا -

اب جنگ یورپ اپنے پورے معنی میں شروع ہوگئی ہے - سرویا' آسٹریا' روس اور فرانس پوری طرح میدان جنگ میں اتر آئے ہیں - بلغراد جلکے خاک سیاہ ہوچکا ہے -

جرمن فوج نے ۲ - اگست کو سیری پر حملہ کیا اور ایک لاکھہ کی تعداد میں لکز مبرگ [یہ ایک نا طرفدار مقام ہے] کی راہ سے فرانسیسی سرحد کے برابر کوچ کر دیا - لانگوے کے قریب فرانسیسی قلمرو میں جو جنگ ہوئی' اسمیں جرمن افسر کام آے ہیں - روسی فوج نے جسمیں قاسک بھی ہیں' ایک جرمن مقام بیالاناکی کو تاراج کردیا ہے - آج ۵ اگست کے تاروں سے معلوم ہوتا ہے کہ جرمنی جزائر ہالینڈ پر قابض ہوگئی ہے اور لی بوا نامی مقام پر گولہ باری کررہی ہے - فرانس میں عام تیاری کا سلسلہ نہایت سرعت سے جاری ہے -

اطالیا نے ابتدا میں اپنے حلفاء کی اعانت کا اعلان کیا تھا مگر جنگ میں شرکت کے باب میں اسکے وزیر خارجیہ اور وزیر اعظم میں سخت اختلاف و مناقشہ ہوا - بالآخر یہ نتیجہ نکلا کہ وہ اسوقت تک نا طرفدار ہے -

۳ - اگست کو سر ایڈورڈ گرے نے دار العوام میں ایک مفصل و اہم تقریر کی - تقریر کے وقت خوف و فکر سے انکے چہرہ کا یہ عالم تھا کہ وہ معمول سے زیادہ بوڑھے معلوم ہوتے تھے - اس تقریر میں انہوں نے موجودہ اور گذشتہ حالات پر ایک نظر ڈالنے کے بعد یہ اعلان کیا کہ ہم نے فرانس سے وعدہ کرلیا ہے کہ اگر بحر شمالی (نارتھہ سی) میں جرمنی نے قدم رکھا' تو ہم اسکی ہر ممکن مدد کرینگے - چنانچہ اس مضمون کا اعلان جرمنی کو بھی دیدیا گیا ہے - تمام انگریزی مستعمرات نے انگلستان کو اطلاع دی ہے کہ وہ ہر قسم کی اعانت کے لیے تیار ہیں - آسٹریلیا نے تو اپنا پورا بیڑہ امیر البحر کے ہاتھ [illegible] دیدیا ہے -

آج کلکتہ ہائی کورٹ کے چیف جسٹس نے کورٹ کی تحریر [illegible] کہ انگلستان نے [illegible] اعلان جنگ [illegible] دیا -

مسئلۂ اسلامیہ کانپور

تشریح مزید

ہز ایکسلنسی لارڈ ہارڈنگ نے ۱۴ - اکتوبر کو مسئلۂ مسجد کا فیصلہ کرتے ہوے مندرجۂ ذیل الفاظ میں دالان کی مستقبل حالت قرار دی تھی :

" ۸ فیٹ بلند ایک چھت بنائی جاے جس پر دالان اُسی طرح بنا دیا جاے جس طرح پہلے تھا ' اور نیچے کی زمین گذرگاہ کیلیے چھوڑ دی جاے ' بغیر اسکے کہ مسجد کے دالان کی ہیئت میں کوئی دست اندازی کی جاے -

اُس زمین کو استعمال کرنے کی عام پبلک بھی مستحق ہوگی ' اور وہ لوگ بھی جو نماز پڑھنے کیلیے آئینگے "

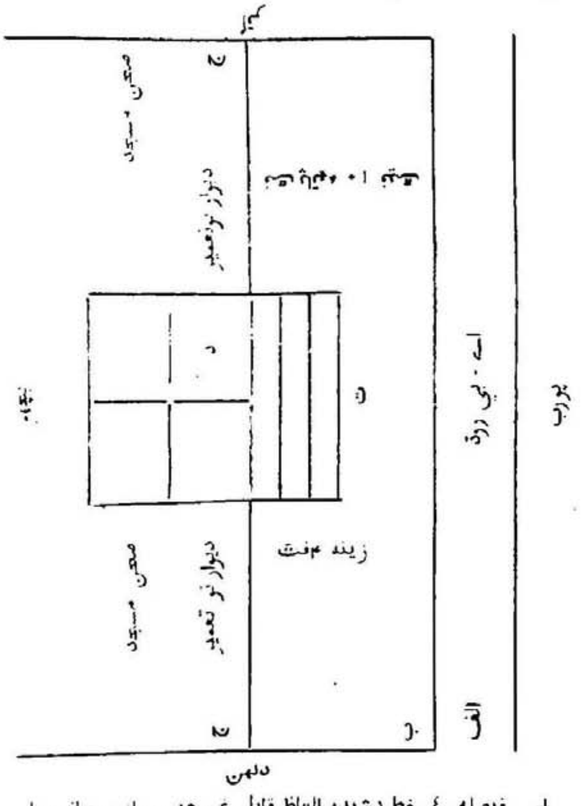

اس فیصلہ کے خط کشیدہ الفاظ قابل غور ہیں - اسے صاف طور پر واضح ہوتا ہے کہ یہ تعمیر اس طرح عمل میں آئیگی کہ سڑک کا حصہ مسجد میں جانے والوں اور عام راہگیروں دونوں میں مشترک رہیگا -

ہز ایکسلنسی کے یہ الفاظ اُس تجویز کا نتیجہ تھے جو مولانا عبد الباری کے بذریعہ راجہ صاحب محمودآباد پیش کی تھی یعنی متنازع فیہ حصے میں مسجد کا رستہ تعمیر کیا جاے اور بقیہ ٹکڑہ راستہ کا عام راہگیروں اور اس رستہ کے ذریعہ مسجد میں جانے والوں کیلیے مشترک راستہ ہو اکثر مکانوں میں یہ صورت موجود ہے - اگر ہز ایکسلنسی کا یہ مقصود نہ ہوتا تو وہ صراحت کے ساتھ سڑک کی مشترک حیثیت پر کیوں زور دیتے اور یہ کیوں کہتے کہ " وہ نمازیوں اور عام راہروؤں میں مشترک رہیگا " ؟

اگر اس جانب رستہ نہیں ہے تو نمازیوں کو اُس سے کیا تعلق ؟ نمازی اُسی راستہ سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو مسجد میں جانے کا ذریعہ ہو -

ہم ایک نقشہ درج کرکے اس صورت کو اچھی طرح واضح کردینا چاہتے ہیں -

مسجد کی موجودہ صورت یہ ہے کہ اسکا اصلی دروازہ شمالی رخ ہے ' اور شرقی جانب مجوزہ اے بی روڈ ایلیے عمارتیں گرائی گئی ہیں - اسی سلسلے میں مسجد کی زمین بھی لی گئی اور دیوار گرادی گئی -

تجویز یہ کی گئی کہ ایک نیا دروازہ جانب شرق زمین متنازع فیہ پر نکالا جاے تاکہ نئی شاہراہ کی جانب سے نمازی آ سکیں - اس دروازے کی جگہ نقشے میں حرف (د) سے پہچانی جاسکتی ہے - دروازے کے سامنے زینہ بنایا جاے جو متنازع فیہ ۸ - فیٹ زمین میں سے ۴ - فیٹ پر تعمیر ہو - اسکی جگہ نقشے میں حرف (ت) ہے -

یہی نقشہ ہے جسے اس مسئلہ کے ارباب حل و عقد نے " مخلص " کے لفظ سے تعمیر کیا تھا - اقلاً اس سے اتنا ہوگیا تھا کہ مسجد کی زمین اسکے زینے اور دروازے کے کام آگئی تھی ' لیکن موجودہ متولیوں سے جو نقشہ پیش کرایا گیا ہے اسمیں دروازہ اور زینہ بالکل نہیں ہے -

پھر کیا مسلمان ۳ - اگست کو بھولکر اس آخری حق سے بھی دست بردار ہوجائینگے ؟ اسکا جواب مستقبل دیگا -

مسئلۂ قیام الہلال

(۱) گذشتہ اشاعت میں ہم نے لکھا تھا کہ جن حضرات کا سال خریداری جون اور جولائی سے شروع ہوا ہے اور انسے حسب معمول ۸ - روپیہ کے حساب سے قیمت وصول کی گئی ہے ' وہ ۱۲ روپیہ قیمت قرار دیکر بقیہ روپیہ بھیجدیں -

چنانچہ اس مقعد متعدد بزرگوں نے اسپر توجہ کی - ہم انکی محبت فرمائی کے شکر گذار ہیں اور امید کرتے ہیں کہ تمام احباب کرام اسی طرح بقیہ روپیہ روانہ فرما دینگے - ان میں سے اکثر بزرگ اضافہ قیمت کیلیے دو سال سے مصر تھے ' اور بعض حضرات نے تو یہاں تک لکھدیا تھا کہ ۲۵ - روپیہ تک بھی اگر اضافہ کردیا جائے تو بھی انہیں کوئی اعتراض نہوگا - پس ہماری یہ امید کیا بیجا ہے اگر ہم ۱۲ روپیہ قیمت قرار دیکر منتظر ہیں کہ وہ بقیہ روپیہ روانہ کردیں ؟

(۲) قیمت میں اضافہ اسلیے کرنا پڑا کہ موجودہ مصارف کیلیے ۸ - روپیہ سالانہ قیمت بہت کم تھی - پس اگر اضافۂ قیمت کے بعد ضخامت وغیرہ میں بھی اضافہ کیا جاے تو پھر وہی سوال کثرت مصارف اور قلت قیمت کا پیش آجائیگا ' اور کیا اضافہ ادارہ کیلیے کچھہ مفید نہوگا -

تاہم ہم نے قیمت کے اضافہ کے ساتھہ ہی اسکا بھی فیصلہ کرلیا کہ اخبار کے مضامین و تصاویر میں بھی کچھہ نہ کچھہ اضافہ ضرور کیا جاے -

یہ اضافہ مختلف صورتوں میں ہوگا - باب التفسیر مستقل طور پر بڑھا دیا جائیگا ' ممالک اسلامیہ کے حالات و حوادث اور ترقی و تنزل کے متعلق زیادہ کاوش کی جائیگی - تصویروں میں بھی ندرت موضوع اور کثرت تعداد و حسن طباعۃ کے لحاظ سے محسوس اضافہ و تغیر ہوگا -

لیکن یہ تغیرات انشاء اللہ رمضان المبارک کے بعد سے شروع ہونگے کیونکہ انکے لیے مزید صرف وقت و توجہ کی ضرورت ہے اور رمضان المبارک کی وجہ سے زیادہ وقت نہیں نکالا جاسکتا -

(۳) آئندہ پرچہ ماہ رمضان المبارک کے تذکار کی مخصوص اشاعت ہوگی اور اکثر مضامین اسی موضوع پر ہونگے -

(۴) جنگ یورپ کے متعلق مضامین و تصاویر کا بہت بڑا ذخیرہ فراہم کیا جارہا ہے - جو بہت جلد شائع ہونا شروع ہو جائیگا -

الهلال

۱۲ - رمضان ۱۳۳۲ هجري

تــذكار نــزول قــران

شہر رمضان الذي انزل فيه القران !

اسوة النبي صلی الله علیه و سلم

دنیا ایک تماشا گاه حوادث هے جسکے مناظر دمبدم متغیر هوتے رهتے هیں - اسکا نقاب جسم و صورت ایک جلوۂ نیرنگي و بو قلموني هے ' جو حوادث و انقلابات عالم کے هاتهوں همیشه بدلتا رهتا هے - یه تغیر عام هے ' اور تجدد و تبدل کے قانون سے کائنات کي کوئي شے خالي نهیں - جسطرح انسان کي عظیم الشان آبادیوں اور بحر و بر کے بڑے بڑے رقبوں میں انقلابات و تبدلات هوتے رهتے هیں ' اسي طرح ان غیر مرئي ذروں میں بهی ایک محشر تغیر اور رستخیز تجدد بپا هے ' جس سے جسم کائنات کے اجزاء طبیعیه ترکیب پاتے هیں ' اور جو اسقدر چهوٹے هیں که انهیں انسان کي چشم غیر مسلم (۱) نهیں دیکهه سکتي !

ان انقلابات کا ایک بڑا نمونه مظاهر فطرة کا نمود اور کائنات هستی کے تغیرات طبیعیه هیں جو آغاز تکوین سے جاري هیں اور جنهوں نے نهیں معلوم کتني مرتبه کرۂ ارضي کا نقشه بدلدیا هے ؟ مثلاً وہ حوادث طبیعیه جنکي وجه سے دریا خشک هوگئے ' زمین کے بڑے بڑے رقبے سمندر میں ملکر فنا هوگئے ' دریاوں نے اپنا رخ بدلدیا ' اور اپني رواني کي جگه خشکي کے بڑے بڑے ٹکڑے چهوڑدیے - بحر اطلانطیک میں کبهي بے شمار جزیرے تهے - آج سب سے بڑي دریائي موجیں اسي میں اٹهتي هیں - بحر عرب اور قلزم کے درمیان بهت بڑا حصۂ ارضي حائل تها مگر چند قرون حوادث بحریه کے بعد اتنا کم رهگیا که باساني ملادیا گیا - یا مثلاً وہ انقلابات جو آتش فشاں پہاڑوں کے پهٹنے سے آے اور دور دور تک انهوں نے زمین کي سطح بدلدي - یا وہ هولناک زلزلے جنهوں نے ایک پوري اقلیم کو تہه و بالا کردیا ' اور خشکي کے نشیب میں بالائي سطح کے دریا امنڈ آے - اسي طرح وہ انقلابات ارضیه جو علم طبقات الارض کے موثرات طبعیه سے همیشه آتے رهتے هیں ' اور جنکي وجه سے دریاوں کے رخ بدلتے ' خشکیوں کے قطعات غرق هوتے ' اور آبادي کی جگه ویراني اور زندگي کي جگه موت طاري هوجاتي هے ۔

(انقلاب اقوام و امم)

اسي طرح تماشا گاه هستي کا ایک بهت بڑا منظر وہ تغیرات بهي هیں جنکے طوفان قوموں اور ملکوں کے اندر اٹهتے هیں اور بڑي بڑي آبادیوں کو تہه و بالا کر دیتے هیں - حتی که آبادیوں کي جگه ویرانیوں سے مبدل هوجاتي هے ' صحرا ونکي جگه شہر بس جاتے هیں ' زندگي کی رونق پر موت کا سناٹا چها جا تا هے ' اور انساني عیش و نشاط کے بڑے بڑے محل مدفن قبور و مقبرۂ اموات و خرابۂ سلب و نهب هوکر نابود و مفقو هوجاتے هیں :

وکم اهلکنا من قریــة بطـرت معیشتها فتلك مساکنهم لم تسکن من بعد هم الا قلیلا وکنا نحن الوارثین (۲۸ : ۵۸)

اور اتني هي آبادیاں هیں جنهیں هم نے هلاک کردیا حالانکه اسباب حیات و معشیت سے وہ مالا مال تهیں - یه بربادي کے خرابے اور تباهي کے کهنڈر انهي لوگوں کے گهر هیں جو پهر آباد نهوسکے اور آخر کار انکے مال و متاع کے هم هي وارث هوے !

سکندر اعظم نے ایران کو جلاکر تباه کر دیا ' ایرانیوں نے بابل کي اینٹیں بجا دیں ' بخت نصر نے بیت المقدس کو ویران کرکے بني اسرائیل کو کئی قرنوں تک مقید رکها ' رومیوں نے ایشیا اور افریقه کی آبادیاں بارها غارت کیں ' اور ونڈلس نے شمالی افریقه کے ریگ زاروں کے اندر عالیشان شہر آباد کیے - تاتاریوں کے اولین ظہور نے رومۃ الکبری کي تاریخ ختم کردي تهی ' اور جرمنی کے وحشیوں نے تمدن قدیم کا نقشه بدلدیا تها : وتلك الایام نداولها بین الناس -

(انقلاب مادي و روحاني)

لیکن یه تمام انقلابات عالم جسم و ظاهر کے تغیرات هیں جو صرف دریاوں اور خشکیوں کو ' آبادیوں اور صحراوں کو ' پہاڑوں اور جنگلوں کو ' انسانوں کے بسائے هوے شہروں اور انکے مکانوں کي اینٹوں اور پتهروں کو بدلدیتے هیں ' اور انکے اندر سلطان تغیر و تغلب کي قوت اس سے زیاده طاقتور نهیں هوتي -

لیکن ان انقلابات سے بهي بالا تر ایک عالم تغیر و تبدل هے ' جسکے انقلابات کي حکومت صرف مادے کي نمود اور جسم کي صورت هي تک محدود نهیں هے ' بلکه اس سے بهي آگے تک نکل گئي هے - پہلے قسم کے انقلابات مٹي کے ذروں ' اینٹ پتهر کے مکانوں ' اور انسان کے جسموں اور صورتوں کو بدلدیتے هیں ' پر یه انقلابات روحوں اور دلوں کی کائنات کو منقلب کر ڈالتے هیں - اس عالم کے بحر ذخار کے طوفان دنیا کے طوفانوں کي طرح نهیں هیں جو سمندروں میں اٹهتے هیں اور کناروں سے ٹکرا کے رهجاتے هیں ' بلکه اسکي موجوں کا منبع آسمان کے اوپر هے ' جہاں سے وہ جوش کهاتي هوئي ابلتي هیں ' اور کرۂ ارضی کي سطح پر گرتي هیں !

اسکے اندر جب زلزلے اٹهتے هیں تو صرف زمین کے محدود رقبوں هي کو جنبش نهیں دیتے ' بلکه اکثر ایسا هوتا هے که پورے کرۂ ارضي کو هلا دیتے هیں - کیونکه انکی پیدا کي هوئي جنبش نظام اعتقاد و عمل کے اندر حرکت پیدا کردیتي هے - اسکے آتش فشاں پہاڑوں کي آتش افشاني صرف پتهروں کے اڑانے هي میں صرف نهیں هو جاني ' بلکه جب اسکے پہاڑ پهٹتے هیں تو انساني اعتقادات و اعمال کي بڑي بڑي اقلیموں کو اڑا کر نابود کر دیتے هیں - پہلے قسم کے انقلابات شہروں کو ویران کرتے هیں ' پر یه انقلاب وہ هیں جو دلوں کي اجڑي هوئي بستیوں کو آباد کر دیتے هیں - انکي فتح و تسخیر جسم و زمین کي هوتي هے ' مگر انکا احاطه قلب و معني کا هوتا هے - وہ زمین کي تبدیلیاں هیں جو زمین والے انجام دیتے هیں ' مگر یه آسماني تبدیلی هے جسے ارواح سماویه کا نزول و ورود پورا کرتا هے - وہ ویراني اور موت لاتے هیں مگر یه آبادي اور زندگي کي بشارت دیتے هیں - وہ جسموں کو بدلتے هیں جو فاني هیں - مگر یه روحوں کو بدلدیتے هیں جو دائمي زندگي پاتي هیں - انکا شہریار زمین کے رقبوں اور انسان کے جسموں کو مسخر کرتا هے تا اپني پادشاهت کا تخت بچهائے ' پر اس اقلیم کا فاتح جب اٹهتا هے تو زمین کي جگه آسمان کي براقوں کو اور انسان کے جسموں کي جگه انکي روحوں کو فتح کرتا هے تا خدا کے تخت جلال و کبریائي کا اعلان کر دے !

(۱) چشم غیر مسلح یعنے بغیر کسي آله کے دیکهنے والي آنکهه -

في الحقيقت يهي تغيرات دنيا كے اصلي انقلابات هيں جن سے كائنات انسانية كا نقشهٔ حيات و ممات مٹتا اور بدلتا رهتا هے ' اور جنكي بدولت دنيا كي سعادت و هدايت كا قيام اور عالم انسانية كي ابديت روحاني و امنيت قلبی كو بقا هے - ان روحاني انقلابات كے آگے مادي انقلابات بالكل هيچ هيں اور انكے سلطان تجدد و تبدل كي دائمي و عالمگير طاقت كے آگے زمينوں اور مكانوں كے انقلابات كچهه حقيقت نهيں ركهتے - انكي هستي اس سے زياده نهيں هے كه زمين كے چند رقبوں كو بدلديں يا چند لاكهه انسانوں كو نابود كرديں ليكن يه انقلابات كروڑوں انسانوں كے اُن اعتقادات و اعمال كو بدل ديتے هيں جو صديوں سے انكے دلوں ميں جاگزيں هوتے هيں ' اور اُن عالمگير گمراهيوں اور تاريكيوں كو نابود كرديتے هيں جو تمام سطح ارضي پر چهائي هوئي هوتی هيں - درياؤں كو خشك كر دينا آسان هے اور زمين كو سمندر بنا دينا مشكل نهيں ' پر كروڑوں روحوں اور دلوں كو بدلدينا بهت مشكل هے جسكي قوۃ ماده كي طاقتوں كو نهيں دي گئي -

سكندر اعظم نے نصف دنيا فتح كرلي ' ليكن وه ايك دل كو بهي فتح نه كرسكا - روميوں نے كيسے كيسے عظيم الشان شهر بسا ديے ليكن دلوں كي اجڑي هوئي بستي نه بسا سكے - بخت نصر اتنا طاقتور تها كه ايك پوري قوم كو اُسنے قيد كرليا اور ستر برس تك غلام بنائے ركها ' ليكن با اين همه وه ان ميں سے ايك دل كو بهي اپنا غلام نه بناسكا - ايرانيوں نے بابل كے لاكهوں انسانوں كو قتل كرديا ليكن وه ايك روح كي گمراهي كو بهي قتل نه كرسكے - بلا شبه دنيا ميں بڑے بڑے مادي انقلابات گذر چكے هيں ' جنهوں نے عجب نهيں كه درميان كي زمينيں كاٹ كے سمندروں كو باهم ملا ديا هو ' ليكن كسي كي طاقت يه نه كرسكی كه ايك انسان كو بهي اسكے خدا سے ملا دے ' حالانكه وه اس سے دور نهيں : و نحن اقرب اليه منكم و لكن لا تبصرون (۵۶ : ۸۳)

پس مادي طاقتوں كي تبديلياں كتني هي مهيب اور هولناك هوں مگر وه عظمت و جلال نهيں پاسكتيں جو روحاني انقلابات كے ايك چهوٹے سے چهوٹے ظهور كو بهي حاصل هے - سكندر اعظم كو تم دنيا كا سب سے بڑا فاتح كهتے هو ' ليكن بتلاؤ ' اس نے اپني تمام عمر ميں بديوں كے كتنے لشكروں كو شكست دي ' اور ضلالتوں كے كتنے بت توڑے ؟

(بقاے ذكر و دوام تذكار)

اسي كا نتيجه هے كه انقلابات و تغيرات كے "تنازع للبقا" ميں اُن انقلابوں كے تذكرے كو رفعت ذكر اور زندگی دوام نهيں ملتي جو صرف كائنات كي صورت كو بدلنا چاهتے هيں ' پر وه جو اسكي روح و معني كو بدلتے هيں ' ايك ايسي حيات قائم و دائم اور هستي عام و غير محدود ليكر آتے هيں كه نه تو وقت كا امتداد و بعد انكي ياد كو فنا كرسكتا هے اور نه حوادث و تغيرات كا هاتهه انكے ذكر كو مٹا سكتا هے - صديوں پر صدياں گذر جاتي هيں مگر انكا ذكر دنيا كو ايسا هي ياد هوتا هے جيسا كه انكے ظهور كے پهلے دن تها -

وه اپني ياد اور تذكار كو اينده باقي ركهنے كيليے جمعيۃ بشري كے سپرد كر ديتے هيں جو نسلاً بعد نسل اس مقدس امانت كي حفاظت كرتي رهتي هے اور كروڑوں انسان اپنے تئيں اسكي ياد كا پيكر و تمثال بنا ليتے هيں - پس جو قوت كه ايك كي جگه كروڑوں ميں هو ' اور جس امانت كے حامل و محافظ اوقات و ايام نهيں بلكه ارواح و قلوب هوں ' اسكو كون مٹا سكتا هے اور وه كب نابود هو سكتي هے ؟ ان نحن نحيي الموتی و نكتب ما قدموا و آثارهم و كل شئ احصيناه في امام مبين (۳۶ : ۱۲)

سكندر كا نام تاريخ كے كهنه صفحوں كے باهر كتنوں كو ياد هے ؟ روما كے فاتح اعظم كو آج كون هے جو عمر بهر ميں ايك مرتبه بهي ياد كرليتا هو ؟ شهروں كے بسانے والے ' ملكوں كو فتح كرنے والے ' درياؤں كو كاٹنے والے اور پهاڑوں ميں سے راه نكالنے والے اپنے اپنے وقتوں ميں بڑے هي طاقتور هونگے جبكه انهوں نے ايسے ايسے عظيم الشان انقلابي كام كيسے تهے ' با اين همه وقت كے گذرنے كے ساتهه هي انكا وجود اور انكے انقلابات كا ذكر بهي فنا هوگيا ' اور دنيا نے انهيں ياد ركهنے كي ذرا بهي پروا نه كي - حتی كه وه آج مٹ جانے والی قبروں اور نابود هوجانے والے نشانوں كی طرح گمنام هيں اور كسي كو اتنا بهی ياد نهيں هے كه وه كب تهے ؟ كهاں تهے ؟ اور انهوں نے دنيا ميں كيا كيا انقلابات كيسے ؟ كانه لم يكن شيئا مذكورا -

(سنه ۶۰۰ عيسوي)

ايسا هي ايك انقلاب روحاني تها ' جواب سے ٹهيك ۱۳ - سو ۴۴ برس پهلے دنيا ميں هوا ' جبكه دنيا تغير كيليے بيقرار اور تبديلي كيليے تشنه تهي - اور جبكه كوئي نه تها جو اسكي پياس كو بجهانے اور اُسكے ليے مضطرب هو - وه سمندروں كي طغياني نه تهی جو زمين كی بستيوں پر چڑهه آتے هيں ' بلكه سر چشمهٔ هدايت و فيضان الهي كا ايك سر جوش آسماني تها جو برسات كے پاني كي طرح زمين پر برسا تا آسے سيراب كردے - وه زمين كي سطح كو هلانے والا بهونچال نه تها جس سے ڈركر انسان روتا هے اور پرند اپنے گهونسلوں سے نكلكر چيخنے لگتے هيں ' بلكه عالم روح و معني كا ايك آسماني زلزله تها جسكي جنبش نے دلوں كو غفلت سے بيدار كيا اور بيقرار روحوں كو امن اور راحت بخشي ' تا وه سونے كي جگه بيدار هوں اور رونے كي جگه خوشياں منائيں - وه انسانوں كي درندگي نه تهي جو اپنے ابناے جنس كو سانپوں كی طرح ڈستي اور بهيڑيوں كي طرح چيرتی پهاڑتي هے ' بلكه خدا كي محبت اور فرشتوں كی بركت كا ايك الهی ظهور تها ' جو نسل آدم كے بچهڑے هوے گهرانوں كو يك جا كرتا اور زمين كو اسكي چهني هوے امنيت اور سعادت واپس دلاتا تها -

لقد جائكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حريص عليكم بالمومنين رؤف رحيم (۹ : ۱۹۲)

تمهارے پاس تم هي ميں سے ايك رسول الهي آيا جسپر تمهاري تكليف بهت هي شاق گذرتي هے اور تمهاري اصلاح كي آسے بڑي هي تمنا هے - مسلمانوں پر نهايت شفيق اور بيحد مهربان !

(ليلۃ القدر)

يه انقلاب جس نے دنيا كے ليالي و ايام هدايت كي تقويم بدلدي ' في الحقيقت ايك مقدس رات تهی جو وادي بطحا كے كنارے جبل بوقبيس كی ايك تنگ و تاريك غار كے اندر نمودار هوئي - اور اس شبستان لاهوتی كے اندر مشرق ربوبيت اعلی سے آفتاب كلام الله طلوع هوا !

يا ايها الناس قد جاءكم برهان من ربكم و انزلنا اليكم نوراً مبينا (۴ : ۱۷۴)

اے لوگو ! تمهارے پروردگار كے طرف سے تمهارے پاس "برهان مقدس" بهيجي گئي - اور هم نے تمهاري طرف ايك نهايت روشن اور كهلا نور نازل كيا !

دنيا پر چهه صدياں ضلالت كے سناٹے اور كفر كي خاموشي كی گذر چكی تهيں ليكن اب وقت آگيا تها كه سينا كے بيابان كا خداوند اور كوه زيتون كی روح القدس پهر گويا هو ' اور ايام الله كا ايك نيا موسم بهار پر آے - پس ايسا هوا كه فضاے رحمی الهی نے افق مبين پر نور روشنی كی بدلياں چهاگئيں ' فيضان الهيه كے بحور و انهار جوش ميں آ گئے ' ملاے اعلی اور قدسيان عالم بالا ميں هل چل مچ گئی ' مدبرات روحانيه اور ملائكة سماويه كو حكم هوا كه زمين كي طرف متوجه هوجائيں كيونكه اب وه آسمانوں ميں مقهور

و معتزول نہیں رہی - آسمانوں کے وہ دروازے جو صدیوں سے زمین پر بند کردیے تھے' یکایک کھل گئے - خزائین فیضان و برکات سماویہ جنکی بخشش کا سلسلہ رک گیا تھا ' پھر مساکین ہدایت و سائلین رحمت کے منتظر ہوگئے - خداوند سینا اپنے دس ہزار قدوسیوں کو ساتھہ لیکر فاران پر نمودار ہوا تا آتشیں شریعت کو ہویدا کرے ' اور کوہ سعیر کی روح القدس فارقلیط اعظم کی ہیکل میں متشکل ہوئی تا اسکو بھیجدے جو ناصرہ کے نبی کے آئے بغیر نہیں جاسکتا تھا :

انا انزلنـاه فی لیلـة القدر و ما ادراک ما لیلة القدر؟ لیلة القدر خیر من الف شهـر - تنزل الملائکـة والروح فیها باذن ربهم من کل امر' سلام هی حتی مطلع الفجر

ہم نے قران کو لیلة القدر میں آتارا اور تم سمجھے کہ لیلة القدر کیا شے ہے؟ لیلة القدر ایک عہد رحمت و دور برکت ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے - ملائکہ سماوی و روح الٰہی کا اسمیں ہر طرف سے نزول ہوتا ہے - سلام اسپر ' یہاں تک کہ صبح طلوع ہو جاے -

وہ آتش فشاں پہاڑوں کا پھٹنا نہ تھا جنکی چوٹیوں سے آگ ابلتی اور ہلاکت و موت بنکر اجسام حیوانیہ پر برستی ہے' بلکہ وہ فاران کی چوٹیوں پر نمودار ہونے والا ابر رحمت تھا جو انسانیة کی سوکھی کھیتیوں کو سرسبز کرنے اور کائنات ارضی کی تشنگی سعادت کو سیراب کرنے کیلیے امنڈا تھا' تا کہ جس طرح یروشلیم کے مرغزاروں کو ہدایت کی بہشت بنایا گیا تھا ' اسی طرح عرب کی ریتلی اور بنجر زمین کو بھی شگفتہ و شاداب کر دے :

فانظر الی آثار رحمت الله ! کیف یحیی الارض بعد موتها ؟ ان ذالک لمحیی الموتی' وهو علی کل شی قدیر (۳۰ : ۴۹)

پس رحمت الٰہی کی نشانیوں کو دیکھو کہ کس طرح وہ موت کے بعد زمین کو حیات بخشتا ہے - بیشک وہ مردوں کو زندہ کرنے والا ہے اور وہ ہر بات پر قادر ہے !

(نزول قرانی)

یہ قرآن حکیم اور فرقان مبین کا نزول تھا جس نے قلب محمد ابن عبد الله علیه الصلوٰة والسلام کو اپنا مہبط و مورد بنایا - جبکہ وہ غار حراء کے اندر بھوکا پیاسا ' تمام مادیات عالم سے کنارہ کش ہوکر ' اپنے پروردگار کے حضور میں سر بسجود تھا :

انه لتنزیل رب العالمین' نزل بـه الروح الامین' علی قلبک لتکون من المنذرین' بلسان عربی مبین' و انـه لفی زبر الاولین ! (۲۶ : ۱۹۱)

بیشک وہ پروردگار عالم کا آتارا ہوا کلام ہے - روح الامین نے تیرے قلب پر نازل کیا تاکہ تو ضلالت و فساد کے نتائج سے دنیا کو ڈرانے والوں میں سے ہو اور سعادت و فلاح کی طرف دعوت دے - یہ کلام نہایت کھلی ہوئی اور واضح زبان عربی میں نازل ہوا ' اور پچھلی کتابوں میں اسکی خبر دی جا چکی تھی "

وہ غذاے آسمانی کی طلب میں زمین کی پیداوار سے کنارہ کش ہوکر بھوکا پیاسا تھا - پس خداوند نے اسکی بھوک کو دنیا کی سیرابی کیلیے قبول کرلیا (وهو یطعمنی و یسقینی) - وہ انسانیة کی غفلت و سرشاری کے دور کرنے کیلیے راتوں کو اٹھہ اٹھہ کر جاگتا تھا ' پس الله نے اسکی بے خواب آنکھونکو اپنے نظارۂ جمال سے ٹھنڈک بخشی (قرة عینی فی الصلوة) اور تمام عالم کیلیے آسے بصیرت عطا کی (قد جاءکم بصائر من ربکم) - وہ انسانوں کو سرکشی اور تمرد کے عصیان سے نکالنے کیلیے شہنشاہ ارض و سما کے آگے سر بسجود تھا ' پس رب الافواج نے اسکے سر کو الفت و یگانگت کے ہاتھوں سے اٹھایا ' اور زمینوں اور آسمانوں میں سربلندی دی' تا اسکی روح اسکے کلام کی حامل ہو' اور اسکے منہہ سے خدا کی آواز نکلے : وما ینطق عن الهوی' ان هو الا وحی یوحی (۵۳ : ۴)

سعادت بشری کا یہ پاک پیغام جسکی تبلیغ نبی امی کے سپرد ہوئی ' وحی الٰہی کا یہ فتح باب جو غار حراء کے عزلت گزین پر ہوا ' خدا کا یہ مقدس کلام جو بلسان عربی مبین اسکے منہہ میں ڈالا گیا ' سب سے پہلے جس رات میں اسکا ظہور ہوا وہ لیلة " القدر " تھی' اور لیلة القدر جس مہینے میں آئی وہ رمضان المبارک تھا :

شهر رمضان الذی انزل فیه القـران هـدی للنـاس و بینـات من الهـدی والفرقان (بقـره)

رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو انسانوں کیلیے سرتا پا ہدایت ہے اور جسکی تعلیم ہدایت و تمیـز اور حـق و باطـل کی نشانی ہے -

(انقـلاب اعـظـم)

قرآن حکیم' فرقان مجید ' نور و کتاب مبین' بصائر للناس ' ہدی و موعظة للمتقین ' شفاء لما فی الصدور نے نازل ہوتے ہی تاریخ عالم کا صفحہ الٹ دیا' اور لشور انسانیة کی ازسرنو تعمیر شروع کی' وہ تمام تاریکیاں جنھوں نے نور سعادت سے دنیا کو محروم کردیا تھا اور عالم ارضی یکسر شب تاریک ہو رہا تھا ' اس آفتاب ہدایت کے طلوع ہوتے ہی نابود ہوگئیں اور ظلمت و تاریکی کی جگہ نور اور روشنی کا عہد رحمت شروع ہوا - اس نے بھر و رقیت کے طوق سے انسانوں کو نجات دلائی' انسانی غلامی و استبداد کی زنجیروں سے انھیں رہا کیا - نیکیوں کا ایک لشکر ترتیب دیا جس نے صدیوں کی پھیلی ہوئی بدیوں اور جمی ہوئی گمراہیوں کو شکست دی - اور خدا کی بندگی اور پرستش کی ایک ایسی بادشاہت قائم کردی جسکے آگے دنیا کی تمام ما سوا الله طاقتیں سرنگوں ہوگئیں -

قد جاءکم من الله نور و کتاب مبین - یهدی به الله من اتبع رضوانه سبل السلام و یخرجهم من الظلمات الی النور بـاذنه و یهدیهم الی صـراط مسـتـقـیـم (۵ : ۱۸)

بیشک الله کی طرف سے تمہارے پاس نور اور واضح و روشن کتاب آئی - الله اسکے ذریعہ ان لوگوں پر سلامتی کی راہیں کھولدیتا ہے جو اسکی رضا کی متابعت کرتے ہیں - وہ انہیں تاریکیوں سے نکالکر روشنی میں لاتا ہے اور صراط مستقیم کی طرف انکی ہدایت کرتا ہے !

(ماہ مقدس)

پس رمضان المبارک کا مہینہ فی الحقیقت اس سعادت انسانیہ اور ہدایت امم کے ظہور کی یادگار ہے جس کا دروازہ قران حکیم کے نزول سے دنیا پر کھلا ' اور خدا اور اسکے بندوں میں ہجر و حرماں کی جگہ وصل و محبت کے راز و نیاز شروع ہوے - یہی مہینہ ہے جو اس آسمان کی سب سے بڑی برکت کے نزول کا ذریعہ بنا ' اور یہی مہینہ ہے جو اپنے ساتھہ زمین کی سب سے بڑی سعادت لایا - اسی موسم میں خدا کی رحمتوں کی پہلے پہل بارش ہوئی اور اسی عہد میں دنیا کی وہ سب سے بڑی خشک سالی ختم ہوئی جو صدیوں سے کائنات روح و قلب پر چھائی ہوئی تھی - ہدایتوں کے فرشتے اسی میں اترے ' سعادت کے قدوسی اسی میں زمین پر پھیلے - خدا نے سب سے پہلے اسی مہینے میں بندوں کو پیار کیا اور بندوں نے بھی سب سے پہلے اسی ماہ میں اسکی محبت کا جام پیا - یہ پاکی اور بزرگی کا وقت تھا کہ پاک تعلیمات کا منبع بنا ' اور عظمت و شرف کا عہد مقدس تھا کہ خدا کا کلام اسکے بندوں پر نازل ہوا -

پس جبکہ دنیا طرح طرح کی مادی یادگاروں کو منا ناچاھتی تھی، تو مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اس روحانی انقلاب کی یادگار کے امانت دار بنیں، اور جس ماہ مبارک کو اپنی برکتوں اور رحمتوں کے نزول کی وجہ سے خداوند نے قبول کرلیا ھے، اسکی قبولیت سے انکار نہ کریں - دنیا خونریزیوں کی یادگار مناتی ھے لیکن یہ سچے امن اور حقیقی رحمت کی یادگار ھے - دنیا لڑائیوں کو یاد رکھنا چاھتی ھے، یہ صلح و امنیت کے ورود کی یادگار ھے - دنیا نے تخت نشینوں کو سب سے بڑا سمجھکر یاد رکھنا چاھا مگر یاد نہ رکھہ سکی - خدا نے بتلایا کہ سب سے بڑا انسان ایک غار نشیں تھا جسکی یادگار زندہ رکھی گئی اور ھمیشہ زندہ رھی - دنیا نے ملکوں کی فتح اور زمینوں کی تسخیر کو بڑا واقعہ سمجھا اور اسکی یاد میں خوشیاں منائیں، مگر ھمیں تعلیم دیا گیا کہ دلوں کی فتح اور روحوں کی تسخیر ھی سب سے بڑی بات ھے اور اسی کی یادگار منانی چاھیے :

ورفعنا لــك ذكرك   اور ھم نے تیرے ذکر کو رفعت اور بقاے
(۹۴ : ۴)   دوام عطا فرمایا !

(اسوۂ ابراھیمی و اسوۂ محمدی)

اللہ تعالی کا قاعدہ ھے کہ وہ اپنے قدوسوں اور محبوبوں کے کسی فعل کو ضائع نہیں کرتا، اور اسے مثل ایک مظہر فطرۃ کے دنیا میں ھمیشہ کیلیے محفوظ کردیتا ھے - حضرۃ خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام نے خانہ کعبہ کی دیواریں چنیں، اور حضرۃ اسماعیل علیہ السلام نے اس قربانگاہ کا طواف کیا - خدا کو اپنے دوستوں کی یہ ادائیں کچھہ اس طرح بھاگئیں کہ اس موقعہ کی ھر حرکت کو ھمیشہ کیلیے قائم کردیا اور اسکی یادگار مطلقا تمام پیروان دین حنیفی پر فرض کردیا - ھر سال جب حج کا موسم آتا ھے تو لاکھوں انسانوں کے اندر سے اسوۂ خلیل اللہ جلوہ نما ھوتا ھے، اور ان میں سے ھر متنفس وہ سب کچھہ کرتا ھے جو ایسے کئی ھزار سال پہلے خدا کے دو دوستوں نے وھاں کیا تھا - یہی معنی ھیں اس بیان الہی کے کہ :

ووھبنا لھم من رحمتنا   ھم نے حضرت ابراھیم اور انکی ذریۃ
وجعلنا لھم لسان صدق   جسمانی و روحانی کو اپنی رحمت
علیا (۱۹ : ۱۴)   میں سے بڑا حصہ دیا، اور وہ یہ تھا کہ
انکے لیے ایک اعلی و اشرف ذکر خیر دنیا میں باقی رکھا -

یہ تو "اسوۂ ابراھیمی" کی یادگار تھی - لیکن جب وہ آیا جسکے لیے خود ابراھیم خلیل نے خداوند کے حضور التجا کی تھی :

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم   اے پروردگار ! میری ذریۃ میں
یتلوا علیھم ایاتك ویعلمھم   ایک ایسا رسول بھیج جو اللہ
الکتاب والحکمۃ ویزکیھم   آیتیں پڑھکر سناے، کتاب اور
انك انت العزیز الحکیم !   حکمت کی تعلیم دے، اور
(۲ : ۱۲۴)   دلوں اور روحوں کا تزکیہ کرے،
بیشک تو ھی عزیز و حکیم ھے !

تو دنیا کیلیے "اسوۂ محمدی" کی حقیقۃ الحقائق اعلی رونما ھوئی، اور ھدایت و سعادت کی اور تمام حقیقتیں بے اثر ھوگئیں - اس اسوۂ عظیمہ کا سب سے پہلا منظر وہ عالم ملکوتی کا استغراق و استہلاک تھا، جبکہ صاحب فرقان نے انسانوں کو ترک کرکے خدا کی صحبت اختیار کرلی تھی، اور انسان کے بنائے ھوے [illegible] کو چھوڑ کر غار حراء کے غیر مصنوع حجرے میں عزلت گزیں ھوگیا تھا - وہ اس عالم میں متصل بھوکا پیاسا رھتا تھا اور پوری پوری راتیں جمال الہی کے نظارے میں بسر کردیتا تھا - تا آنکہ اس تنگ و تاریک غار کی اندھیاری میں طلیعۂ قرانی کا نور بے کیف طلوع ھوا، اور مشرقستان الوھیت سے نکلکر اسکے قلب مقدس میں غروب ھوگیا :

تبارک الــذی نـــزل   تمام حمد و ثنا اس خدا کیلیے جسنے
الفرقــان علی عبـــدہ   فرقان اپنے بندے پر نازل کیا -
لیکون للعالمین نــذیرا   تا کہ وہ دنیا جہان کیلیے ڈرانے
(۲۵ : ۱)   والا ھو !

پس جسطرح خدا تعالی نے دین حنیفی کے اولین داعی کے اسوہ کو حیات دائمی بخشی تھی - اسی طرح اس آخری متمم و مکمل وجود کے اسوۂ حسنہ کو بھی ھمیشہ کیلیے قائم کردیا :

لقد کان لکم فی رسول   بیشک، تمھارے لیے رسول اللہ کے اعمال
اللــہ اسوۃ حسنـــۃ   حیات میں ارتقاء انسانیۃ کا اعلی ترین
نمونہ رکھا گیا ھے -

وہ بھوکا پیاسا رھتا تھا، پس تمام مومنوں کو حکم دیا گیا کہ تم بھی ان ایام میں بھوکے پیاسے رھو، تا ان برکتوں اور رحمتوں میں سے حصہ پاؤ جو نزول قرآنی کے ایام اللہ کیلیے مخصوص تھیں - وہ اپنا گھر بار چھوڑ کر ایک تنہا گوشے میں خلوت نشیں تھا، پس ایسا ھوا کہ ھزاروں مومن و قانت روحیں ماہ مقدس میں اعتکاف کیلیے مسجد نشیں ھونے لگیں اور اسطرح غار حرا کے اعتکاف کی یاد ھر سال تازہ ھونے لگی - وہ راتوں کو حضور الہی میں مشغول عبادت رھتا تھا، پس پیروان اسوۂ محمدیہ و متبعان سنت احمدیہ بھی رمضان المبارک کی راتوں میں قیام لیل کرنے لگے، اور تلاوت و سماعت قرآنی کے وسیلہ سے وہ تمام برکتیں ڈھونڈھنے لگے، جو اس ماہ مبارک کو اسکے نزول و صعود سے حاصل ھیں !

فمـــن شھـــد منکـــم   پس تم میں سے جو اس مہینے کو
الشھر فلیصـــمـــہ   پاے، اسے چاھیے کہ روزہ رکھے -

جس طرح اسوۂ ابراھیمی کی یادگار حج کو فرض کرکے قائم رکھی گئی اور لاکھوں انسانوں کو اسوۂ ابراھیمی کا پیکر بنایا گیا، اسی طرح اسوۂ محمدی کی بھی یہ یادگار ھے جو ماہ رمضان کی صورت میں قائم رکھی گئی اور جو تیرہ سو برس کے گذر جانے کے بعد بھی زندہ ھے اور ھمیشہ زندہ رھیگی !

خدا کی قائم کی ھوئی یادگاریں کاغذوں، اینٹ اور پتھر کی دیواروں، اور فانی زبانوں کی روایتوں میں باقی نہیں رکھی جاتیں کہ یہ انسانوں کے کام ھیں، وہ اپنے جس بندے کو بقاے دوام کیلیے چن لیتا ھے اسکی یادگار کو مجمع انسانیۃ کے سپرد کردیتا ھے اور نوع بشری اسکی حامل بن جاتی ھے، پس نہ تو وہ مٹ سکتی ھے اور نہ کوئی اسے مٹا سکتا ھے - آج بھی کروڑوں انسان کرۂ ارض پر موجود ھیں جو ماہ مقدس کے آتے ھی اپنی زندگی کو یکسر بدلدیتے ھیں، اور اس یادگار عظیم و قدوس کو اسطرح اپنے جسم و دل پر طاری کرلیتے ھیں کہ اسوۂ محمدی کی روحانیت ابدی کروڑوں روحوں کے اندر سے "انا الحی بالحی الذی لا یموت" (میں زندہ و باقی ذات میں فنا ھوا، جو بھی ھمیشہ کیلیے زندہ و باقی ھوگیا ھوں) کی صداے حقیقت سے غلغلہ انداز عالم و عالمیاں ھوتی ھے - پھر ایسی مقدس و اقدس کہی وہ بھوک، جس ایک بھوک کی یاد میں خدا نے اپنے لاکھوں و لا تحصی بندوں کو بھوکا رکھا، اور [illegible] [illegible] اور بزرگ کہی وہ ذات جسکی حیات طیبہ کا کوئی فعل تمدنی کیلیے نہیں چھوڑا دیا ! پس اے پیروان دین حنیفی، و اے وابستگان اسوۂ محمدی، آؤ کہ نزول ھدایت و سعادت کے اس انقلاب عظیم کی یادگار منائیں، اور جس طرح صاحب قران اس ذات حی و قیوم میں فنا ھوگیا تھا، ھم بھی اسکے اسوۂ حسنہ کے اتباع میں اپنے تئیں فنا کردیں کیونکہ محض جسم کی بھوک اور پیاس سے وہ حقیقت ھم پر طاری نہیں ھوسکتی جب تک کہ روح اور دل پر بھی جسم کی طرح روزہ نہ طاری ھوجاے : فسبحان ذی الملک والملکوت، سبحان ذی العزۃ والعظمۃ والھیبۃ والقدرۃ والکبریاء والجبروت، سبحان الملک الحی الذی لاینام ولا یموت، ابد ابدا، سبوح قدوس ربنا و رب الملائکۃ والروح !!

مقالات

الحسبة في الاسلام

(یعني احتساب اور اسلام)

(۲)

(عموم احتساب)

بعض مذاهب کو صرف بعض چیزوں سے پرهیز بتایا گیا تها :

فبظلم من الذین هادوا	پس یهودیوں کے ظلم کے سبب هم نے
حرمنا علیهم طیبات	اون پر اون پاک چیزوں کو حرام کردیا
احلت لهم - (۴ : ۱۵۸)	جو اونکے لیے حلال تهیں -

لیکن اسلام نے تمام چهوٹي چهوٹي چیزوں تک پر حلت و حرمت کا فتوی لگایا ' اور اس احاطة کے ساتهه که نفع و ضرر کا کوئي پهلو باقي نه رها : یحل لهم الطیبات و یحرم علیهم الخبائث-

حلت و حرمت کي تفریق و تمیز محتسب کیلیے لازمي هے - کیونکه طبیب وهي هے جو اشیا کے خواص سے واقف هو - اس فرض کو اگرچه تعلیمات اسلامیه نے تمام چیزوں پر محیط کردیا تها ' لیکن ابتدا میں طریق دعوت عام نه تها - حجة الوداع نے احتساب کے تمام راستے کهولدیے اور دنیا نے احتساب کا کهلا هوا میدان پا لیا - پس حامل وحي آسماني کي زبان کهلي اور زمین والوں کو مژدۂ تکمیل شریعت سنا دیا :

الیوم اکملت لکم دینکم	آج کے دن میںنے تمهارا دین کامل کردیا '
و اتممت علیکم نعمتي	اپني نعمتیں تمکو بهرپور دیدیں اور
ورضیت لکم الاسلام دینا-	تمهارے لیے اسلام کا مذهب پسند کیا !
(۵ : ۴)	

احتساب کا یه تعلق صرف ماده کے ساتهه تها - قوت فاعلي اب تک غیر متعین تهي - ماده کي تعمیم کے متعلق جو آیة تهي وه اوپر بارها گذر چکي - اب قوت فاعلي کي تعمیم پر نگاه ڈالو :

و المومنون و المومنات بعضهم	مسلمان مرد اور عورت ایک
اولیاء بعض یامرون بالمعروف	دوسرے کے نیکي میں مددگار
و ینهون عن المنکر -	هیں- نیکي کا باهم حکم کرتے هیں
(۹ : ۷۰)	اور برائي سے روکتے هیں -

دوسري جگه فرمایا :

کنتم خیر امة اخرجت	تم بهترین امت هو جو دنیا میں
للناس تامرون بالمعروف	هدایت انساني کیلیے بهیجي گئي 'نیکي
و تنهون عن المنکر -	کا حکم دیتے هو اور برائي سے روکتے هو-
(۳ : ۱۰۶)	

تم کهوگے : کیا اندهے ' لنگڑے ' لولے ' گونگے بهی محتسب هیں ؟ کیا ایک دست شل ماده عالم کو حرکت دے سکتا هے ؟ لیکن تم نے انساني قوتوں کی غیر محدود وسعت و طاقت کو بالکل محدود کردیا - اگر هاتهه نهیں حرکت کرتے ' اگر پانوں نهیں اوٹهتے ' اگر زبان نهیں هلتی ' تو کیا دل بهی حرکت نهیں کرتا ؟ کیا تم مرده هو ؟ کیا تم روشنی و تاریکي میں کچهه بهي فرق نهیں کرتے ؟ کیا شهد کي مٹهاس اور اندرائن کي کڑواهٹ تمهیں الگ الگ محسوس نهیں هوتي ؟ یعني کیا تمکو برائي بري نهیں معلوم هوتي ؟ اگر معلوم هوتي هے تو اسي احساس خیر و شر ' معروف و منکر ' صلاح و فساد ' اور نور و ظلمت کا نام احتساب هے اور تم محتسب هو - اگر یه احساس فنا هوگیا هے تو تم مومن هي نهیں :

ولیس وراء ذلك من الایمان	اسکے سوا ایمان رائي کے دانے کے
حبة خردل (الحدیث)	برابر بهي نهیں !

(طرق احتساب)

دعوت احتساب کے مختلف طریقوں کے لحاظ سے بهي اسلام کو دوسرے مذاهب پر فضیلت حاصل هے - امم قدیمه میں سب سے زیاده مکمل مذهب حضرت موسی کا هے - دین و دنیا کي جهلک اس مذهب میں موجود هے- اسلیے اسلام کا مقابله اوسي سے کرنا چاهیے -

امر بالمعروف کا آخري طریقه قتال هے جو جهاد دیني کی آخرین منزل هے ' لیکن دنیا کي کسي قوم نے اسلیے کبهي جهاد نهیں کیا که نیکي کو پهیلاے - حضرت موسی نے اپني امت کو جهاد پر اوبهارا تو پہلے انهوں نے یه جواب دیا :

ان فیها قوم جبارین و	اس ملک میں تو ایک نهایت سخت
انا لن ند خلها حتی	و جابر قوم رهتي هے - هم اسي وقت
یخرجوا منها - (۵ : ۲۵)	وهاں جاسکتے هیں جب وه لوگ وهاں سے
	نکل جائیں - اسطرح هم انکا مقابله نهیں کرینگے -

ایک مدت کے بعد آماده بهي هوے تو اس لیے نهیں که نیکي اور عدالت کا گهر آباد کرینگے ' بلکه اسلیے که همارا گهر اوجاڑ دیا گیا هے - اسے پهر بسا ئینگے :

و ما لنا ان لا تقاتل في	هم کیوں خدا کی راه میں نه لڑیں-
سبیل الله و قد اخرجنا من	حالانکه هم اپنے گهر بار سے نکال دیے
دیارنا و ابنائنا -	گئے هیں اور هماري اولاد بهي
	نشانۂ ظلم هوئي هے -

اسپر بهي یه حال تها که :

فلما کتب علیهم القتال '	جب [؟] قتال فرض کردیا گیا تو انهوں
تولوا الا قلیلا منهم	نے اس سے اعراض کیا الا ایک تهوڑي
(۲ : ۱۴۷)	سی تعداد جو اطاعت کیلیے طیار هوگئی-

لیکن اسلام صداے جهاد بلند کرتا هے اور تمام مدینه امنڈ آتا هے - کیا مدینه کے لوگ بهي بني اسرائیل کي طرح گهر سے نکالے هوئے تهے ؟ کیا کوئي وسیع سلطنت انکے پیش نظر تهي ؟ اگر حضرت خالد کا نام لیتے هو تو حضرت ابوذر کو بهي نه بهولو ' اگر مهاجرین کی فهرست پر نظر ڈالتے هو تو انصار کو بهي یاد کرلو - بلا شبه مکه کے مهاجرین ظلم و ستم کا بدله لے سکتے تهے ' لیکن مدینه کے انصار کو تو قریش نے انکے گهروں سے نهیں نکالا تها ؟ پس نیکي کی حمایت ' مظلوموں کی نصرت ' حق کے اعلان ' معروف کے اظهار ' اور باطل و فساد کے خذلان کے سوا اور انکا مقصود کیا هوسکتا تها ؟ هاں ' انکا جهاد صرف اسیلیے تها که :

ویکون الدین کله لله	تا که دین صرف الله هي کیلیے هوجاے -
(۸ : ۳۹)	

جو گهر کیلیے لڑے تهے ' خدا جانے اونکو گهر ملا یا نهیں ؟ لیکن هم کو یه معلوم هے که غنیمت نهیں ملي - اونکو صرف اپنے بال بچوں کا رونا تها ' وه مل گئے هونگے - لیکن ایک قوم جو اپنا گهر بار ' متاع

و اموال ' اور اهل و عیال چهوڑکر حق کیلیے جہاد کرتي ہے ' جسکے بچے یتیم هوجاتے هیں ' جسکي عورتیں بیوہ هوجاتي هیں ' جسکا اثاث البیت برباد هوجاتا ہے ' ضرور ہے کہ خدا تعالی دل تعا و توازن کو قائم رکہے ' اور اسکا معاوضہ غنیمت اور ملک یمین کي صورت میں اُنہیں دیدے - تم اسکو غلامي کہتے هو ' هم اسکو ایک قسم کي جبري تعلیم کا ذریعہ سمجھتے هیں - انسان اگر خود اپني خوشي سے نیک نہیں بنتا تو هم اسے جبراً نیک بنالینگے - تم غلاموں سے چاؤشي و دربانی کا کام لیتے تہے ' هم نے انسے خداے واحد کیلیے اذان دلوائي !

لیکن اسلام مادیات پر قانع نہیں هوسکتا - اوسکو غذاے روحاني کا معاوضہ ملنا چاهیے - تم کہوگے کہ اس سے جنت مراد ہے ؟ بے شبہہ ہے مگر تمکو اس فضل الهي کے دیکھنے کا موقع کیونکر مل سکیگا ؟ اسلیے انعام روحانیت کے ساتھہ انعام محسوس بھي هونا چاهیے اور وہ دنیا میں حق کي کامیابي کا ظہور ہے - جس قوم کا هر فرد صداقت مجسم ہے ' جو دنیا میں صرف نیکي پھیلانے کیلیے آیا ہے ' اوسکي مجموعي قوت کبھي بھٹک نہیں سکتي - جس قوم کا هر فرد آمر بالمعروف اور ناهي عن المنکر ہے ' جب وہ قوم باهم مل جلکر ایک چیز سے روکتي ہے اور ایک چیز کي طرف لےجاتي ہے ' تو اسمیں ایک ایسی الہی طاقت پیدا هوجاتي ہے جسے کوئي قوت مسخر نہیں کر سکتی - : ید الله علی الجماعة (الحدیث) اجماع امت اسي کا نام ہے یہ شرف کسي امت کو حاصل نہ هوا ' کیونکہ کسي امت نے فرض احتساب کو کامل طور پر ادا نہیں کیا -

(ترتیب احتساب)

لیکن کسي محتسب کو صرف اتنے هي پر قناعت نہ کرلیني چاهیے کہ هر برائي پر کسیکا هاتھہ پکڑ لے ' یا زبان سے اوسکا انکار کردے ' یا دل سے برا سمجھہ لے - بلکہ احتساب ایک خاص ترتیب کا پابند ہے - اوسي ترتیب سے اس مقدس فرض کو ادا کرنا چاهیے - سب سے مقدم اپنے نفس کي اصلاح ہے کہ :

ان النفس لامارة بالسوء (۵۳ : ۱۳)
نفس برائي کا بہت بڑا حکم دینے والا ہے !

اسلیے جب خود اپنے دامن میں گرد لگي هوئي ہے تو سب سے پہلے اسي کو جھاڑ لینا چاهیے ' ورنہ اس سے دوسروں کا گرد آلود چہرہ کیونکر پاک هوسکے گا ؟ الله تعالے نے دوسرے موقع پر اس سے زیادہ وضاحت کے ساتھہ فرمایا :

قد افلح من زکاها و قد خاب من دساها (۹۲ : ۹)
وہ کامیاب هوا جس نے اپنے نفس کا تزکیہ کیا اور وہ نا مراد هوا جس نے اپني قوت خیر کو برباد کردیا !

نیز عام طور پر فرمایا :

یا ایها الذین آمنوا قوا انفسکم و اهلیکم نارا (۶ : ۲۲)
مسلمانو اپنے آپکو اور اپنے اهل و عیال کو عذاب آتش سے بچاؤ !

آنحضرت صلی الله علیه و سلم کو جب تبلیغ رسالت کا حکم دیا گیا تو الله تعالے نے اوسکي ترتیب یہ قرار دي :

یا ایها المدثر ! قم فانذر و ربك فکبر ' و ثیابك فطهر والرجز فاهجر (۳ : ۷۴)
اے چادر اوڑھہ کر سونے والے ! اوٹھہ پھر لوگوں کو ڈرا ' اپنے خدا کي تکبیر کہہ ' اپنے کپڑوں کو پاک کر ' اور بتوں سے دوري اختیار کر !

اصلاح نفس کے بعد آل ' اولاد ' اعزہ ' او ر اقارب کا درجہ ہے :

وانذر عشیرتك الا قربین (۲۶ : ۲۱۴)
اپنے اقرباء و قبیلہ کے لوگوں کو گمراهي و ضلالت کے نتائج سے ڈراؤ !

ان مراتب کے بعد اپني قوم ہے :

و هذا کتاب انزلناه مبارك مصدق الذي بین یدیه و لتنذر ام القری و من حولها - (۶ : ۹۲)
اور یہ قران کتاب الهي ہے جسے هم نے نازل کیا ' وہ برکت دینے والي ہے اور اُن کتابوں کي تصدیق کرتي ہے جو اس سے پہلے کي موجود هیں - اور اے پیغمبر هم نے قران اسلیے اتارا تاکہ تم مکہ کے اور اسکے اطراف کے لوگوں کو اعمال بد کے نتیجوں سے ڈراؤ اور دین حق کي دعوة دو !

قوم کے بعد تمام دنیا :

وما ارسلناك الا کافة للناس (۳۴ : ۲۸)
اور هم نے تم کو نہیں بھیجا مگر تمام عالم انسانیة کي نجات کیلیے -

وما ارسلناك الا رحمة للعالمین (۲۲ : ۱۰۷)
اور هم نے اے پیغمبر تم کو تمام جہان کیلیے رحمت بنا کر بھیجا -

چنانچہ حضرة داعي اسلام علیه الصلوة و السلام نے اسي ترتیب سے احتساب حق شروع کیا اِسي اسوہ حسنہ کے اندر سلسلۂ احتساب کي قدرتي ترتیب مضمر ہے -

(محتسب کی شخصیت)

احتساب کا اصلی طریقہ جو معتضد بہ کتاب و سنت ہے وہ یہي ہے ' لیکن ایک ایسا شخص بھي فرض کیا جاسکتا ہے جو خود معاصي میں منہمک ہے ' عزیز و اقارب کي اصلاح سے بے خبر ہے ' لیکن وہ پبلک اسٹیج پر آتا ہے ' اور تمام دنیا کو دعوت احتساب دیتا ہے - وہ پرکار کي طرح پہلے ایک نقطہ پر قدم نہیں رکھہ لیتا ' بلکہ هوا میں معلق هوکر پورے دائرے کے گرد گردش کرتا رهتا ہے - پھر کیا اوسکا یہ دعوی صحیح ہے ؟ کیا اوسکي دعوت قبول کرليني چاهیے ؟

علما میں باهم اختلاف ہے - ایک گروہ نفي میں جواب دیتا ہے اور قرآن مجید اوسکي تائید کرتا ہے :

اتامرون الناس بالبر و تنسون انفسکم
کیا تم لوگ دنیا کو نیکی کا حکم دیتے هو اور اپنے آپ کو بھول جاتے هو ؟

دلائل عقلي بھي اوسکا ساتھہ دیتے هیں :

(۱) احتساب کا مقصد یہ ہے کہ غیروں کو مصالح کي طرف هدایت کي جاے اور مفاسد سے بچایا جاے - یہ ایک احسان عظیم ہے جسکو محتسب دنیا پر کرنا چاهتا ہے ' لیکن اپنے اوپر احسان کرنا غیروں سے مقدم ہے -

(۲) اگر ایک شخص کسیکو ایک چیز سے منع کرتا ہے مگر خود اوسکا مرتکب هوتا ہے ' تو اسکا اثر اولٹا پڑےگا - وہ سمجھیگا کہ باوجود اس علم کے جب وہ خود اس کام کو کررها ہے ' تو اوسکے روک ٹوک اور منع کرنے کي کوئي اصل نہیں معلوم هوتي - یقیناً وہ کام بیان کردہ مضرتیں نہیں رکھتا ' یا رکھتا ہے تو انکا ترک اسقدر ضروري نہیں کہ فوراً چھوڑ دیا جاے - اگر ایسا هوتا تو معلم و ناصح سب سے پہلے چھوڑ دیتا - غرضکہ بچنے کی جگہ وہ اور بھي اس عمل کے کرنے کا حریص هوجائیگا : الانسان حریص علی ما منع -

(۳) جو شخص وعظ کہتا ہے اوسکا مقصد یہ هوتا ہے کہ اثر پڑے ' لیکن جب وہ خود گناهوں میں ڈوبا ہے ' تو اثر کی جگہ اوسکے وعظ سے اور نفرت پیدا هوگی -

(۴) اگر ایک فاسق فرض احتساب ادا کرسکتا ہے ' تو هم فرض کرتے هیں کہ وہ ایک عورت سے زنا کرتا ہے ' لیکن اوسي سے یہ بھي کہتا ہے کہ نا محرم کو منہہ دکھانا حرام ہے - اس سے بڑھکر اور کیا حماقت هو سکتي ہے ؟

(۵) سب سے زیادہ یہ کہ فرض احتساب و دعوة الی الحق ایک الہی مقصد اور ایک رباني عمل ہے اور اسکے انوار و برکات

کبھي ایسي زبان کو اپنا مہبط نہیں بناسکتے جس نے سب سے پہلے خود اپنے نفس کو امر بالمعروف و نہي عن المنکر کا مخاطب نہ بنایا - ممکن ہے کہ ایسے محتسب کا وعظ چند لمحوں کیلیے دو چار دلوں کو گرم کردے لیکن دلوں کے اندر سچي قبولیت اور اعمال کے اندر حقیقي تبدیلي پیدا کرنے میں وہ کبھي کامیاب نہیں ہوگا - اس بارے میں اصل اساس صرف انبیاء کرام کا آسوۂ حسنہ ہے - انکا حال یہ تھا کہ جو صدا زبان سے نکلتي تھي ' اعمال و افعال اسکا یکسر پیکر و نمونہ ہوتے تھے !

(ایک ضروري نکتہ)

البتہ ایک سخت اور عالمگیر غلط فہمي کا ازالہ بھي ضروري ہے جسنے بدبختي سے آج تمام مسلمانوں کے دلوں میں گھر کرلیا ہے اور جسکي وجہ سے امر بالمعروف اور احتساب عمومي و انفرادي مفقود ہے -

بلا شبہ محتسب کیلیے ضروري ہے کہ وہ سب سے پہلے خود عمل صالح اختیار کرے اور اپنے نفس کے احتساب سے غافل نہو لیکن اسکے یہ معني نہیں ہیں کہ جب تک کوئي شخص تمام بدیوں سے منزہ اور تمام لغزشوں سے پاک نہو جاے ' اس وقت تک امر بالمعروف کیلیے زبان نہ کھولے ؟ اسلام نے احتساب ہر مسلمان پر فرض کردیا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ ہر مسلمان ابوذر و سلیمان نہیں ہوسکتا اور نہ جنید و شبلي بن سکتا ہے - ٹھوکریں سب کو پیش آتي ہیں اور نفس کا فریب اور ارادہ کے زلات بڑے ہي سخت ہیں - پس اگر احتساب کے لیے محتسب کا بہمہ وجوہ کامل و اصلح ہونا شرط سمجھا جاے تو یہ فرض کیونکر عام ہوگا اور ہر مسلمان کیونکر محتسب بنیگا ؟

بد قسمتي سے ایسا ہي سمجھہ لیا گیا ہے اور اسي کا نتیجہ ہے کہ لوگ امر بالمعروف کیلیے بڑے بڑے زہاد و عباد کے درجوں کے متلاشي رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھلا ہم گناہگاروں کي کیا ہستي ہے کہ لوگوں کو نیکي کي دعوت دیں ! یہي سبب ہے کہ دعوۃ معروف کي صدائیں مفقود ہوگئي ہیں ' منکرات کے صلاء عام کیلیے کوئي مانع نہیں ' اور ایک شخص باوجود مسلمان ہونے کے اسے جائز رکھتا ہے کہ اپنے سامنے بدیوں کو دیکھے مگر منافقوں کي طرح اور گونگے شیطان کي مانند چپ ہو رہے !

حقیقت یہ ہے کہ انسان مکلف کو دو چیزوں کا حکم دیا گیا: خود گناہوں کا چھوڑ دینا ' اور دوسروں کو گناہوں کے چھوڑنے کي ترغیب دینا - یہ ضروري نہیں کہ اگر انسان ایک فرض کو ابھي پوري طرح ادا نہیں کرسکا ہے' تو دوسرا فرض بھي ادا نہ کرے -

(شـــرائـط احتساب)

اگر تمہیں جنـگ کرنا ہے تو جنـگ سے پہلے مسلح ہوجانا چاہیے - جہل و ضلالت ' فتن و فساد ' طغیان نفس' افساد ضمائر' اعمال فاسدہ ' اخلاق غیر مرضیہ ' بدعات و محدثات ' غرضکہ تمام منکرات کي تاریکي نے دنیا کے چہرے پر تاریک پردے ڈالدیے ہیں - جنود ابلیس اسي ظلمت زار میں شبخون مار رہا ہے - تمہیں اوس سے جہاد و قتال کرنا ہے - اسلیے تم کو ہتیار سنبھال لینا چاہیے -

اگرچہ یہ بالکل سچ ہے کہ :

آہن بآہن توان کرد نرم !

اسلیے جو مخلوق آگ سے پیدا کي گئي ہے اوس پر شہاب ثاقب ہي کے گولے برسانے چاہئیں' لیکن اپني فطرت کو ہر موقع پر محفوظ رکھنا بھي اخلاقي فتح مندي ہے ' اور وقتي فتحیابیوں پر فطرۃ اصلیہ کو مقدم رکھنا چاہیے - تم کو خدا نے طین لازب سے پیدا کیا ہے - اسلیے تمکو اوسکے قواء و خواص کا بہترین مظہر بننا چاہیے -

احتساب کیلیے علم سب سے مقدم شرط ہے - اگر ایک جاہل طبیب مریض کیلیے علاج تشخیص کرتا ہے اور بعض اشیاء سے پرہیز کرنے کي ہدایت کرتا ہے لیکن وہ اشیاء کے خواص و تاثیر کا عالم نہیں تو یقین کرو کہ وہ مریض کو ہلاک کر رہا ہے - اوسکو کیا خبر کہ مریض کو جس چیز سے روکتا ہے ' وہ شہد ہے ' اور جس شے کو استعمال کراتا ہے وہ زہر ہے ؟ یہي وجہ ہے کہ آنحضرت صلي اللہ علیہ وسلم نے ازدیاد علم کي دعا فرمائي :

رب زدني علمـــا !	خدایا میرے علم میں زیادتي کر !

ایک بار حضرت ابن عباس کو گود میں اوٹھاکر دعا دي تھي :

اللہم تفقہ في الدین !	خدایا اوسکو دین میں قوۃ فکر و نظر دے !

علم کے بعد وعظ و تلقین ' ارشاد و ہدایت ' دعوۃ و عمل کي باري آتي ہے - مخاطبین کي حالت مختلف ہوتي ہے - کوئي سخت کوئي نرم ' کوئي معاند کوئي جنگجو ' کوئي ضدي ' کوئي ہٹ دھرم ' کوئي عالم ' کوئي جاہل - غرض تمکو دنیا کے تمام قواے متضادہ سے مقابلہ کرنا ہے - پھر کیا تم ہر شخص سے لڑتے پھروگے ؟ نہیں تمکو نرمي اختیار کرني چاہیے !

ادفع باللتي ہي احسن (٢٣ : ٩٧)	بہتـرین طریقے سے مدافعت کرو
لو کنت فظاً غلیظ القلب لا انفضوا من حولـــک (٣ : ١٥٩)	اگر تم الہـڑ اور سخت ہوتے تو لوگ تمہارے پاس سے بھاگ جاتے
ما کان الرفق في شي الا زانہ ولا کان العنف في شي الاشانہ ( )	نرمي ہي ہر چیز کو زینت دیتي ہے اور سختي اسکـو بـد نما کردیتي ہے '
ان اللہ رفیق یحب الـرفق في الامر کلـہ و یعطي مـا لایعطي علـي الـعـنـف	خدا نرم ہے اور ہر چیز میں نرمي پسند کرتا ہے - اور نرمي پر وہ کچھہ دیتـا ہے جو سختي پر نہیں دیتا -

سمندر میں طوفان آتا ہے' موجیں بلند ہوتي ہیں' پہاڑوں سے ٹکراتي ہیں اور وہ چور چور ہوجاتا ہے ' لیکن تمکو اس مثال پر مغرور ہوکر سختي کا استعمال نہیں کرنا چاہیے - تمکو پہاڑ سے ٹکر لڑانا نہیں ہے' بلکہ شیشۂ دل میں عکس کي طرح نیکي کو مرتسم کرنا ہے' اسلیے تمکو بجلي کي رو کي طرح چلنا چاہیے کہ کسیکو خبر نہ ہو مگر دنیا کے تمام پرزے حرکت میں آجائیں' یہاں تک کہ دل کا شیشۂ لطیف اوس رو کو جذب کرلے !

دنیا میں برائي مخفي طریقوں سے پھیلي ہے ' تم نے گوسالہ سامري کو نہیں دیکھا کہ کسطرح نبي اسرائیل کے دل میں چپکے چپکے گھر کرلیا تھا ؟

اشربت في قلوبہم العجل (٢ : ٩٣)	اونکے دلوں میں گوسالہ پلا دیا گیا

پھر نیکي تو بدي سے زیادہ سریع النفوذ ہے :

انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ و جلت قلـوبہم اذا تلیت علیہـم آیاتـــہ زادتہم ایمانا (٨ : ٢)	او ر سچے مومن وہ ہیں کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو انکے دل لرز اٹھتے ہیں - جب خدا کي آیتیں ان پر پڑھي جاتي ہیں تو اونکے ایمان کو اور بڑھا دیتي ہیں -

جو دل خود زخمي ہورہے ہیں' اونپر زخم کیوں لگاتے ہو ؟ روئي کا پھاہا بن جاؤ کہ زخم رسیدوں کو اسي کي ضرورت ہے -

لیکن دنیا بلکہ خود قانون فطرت اخلاق حسنہ کا قدرداں نہیں ہے - دنیا ایک معرکۂ ظلمت خیز ہے جو خاموشي کے ساتھہ نہیں بہا اگر موتي کي طرح عزلت گزیني مقصود ہوتي تو ہم تمہیں انک

مذاکرۂ علمیہ

تنگ حجرہ نہاں ' یعنی تم تو حباب کی طرح سطح دریا پر تیرنا چاہتے ہو ' اسلیے موج کے تھپیڑے ناگزیر ہیں - تم برق کی رو کی طرح تمام کارخانۂ دنیا میں حرکت پیدا کرنا چاہتے ہو ' اسلیے تصادم ' معارضہ ' کڑک ' چمک سے دو چار ہونا ہی پڑیگا - تم بڑوں کے ساتھہ بولوگے - جواب سخت دیا جائیگا - تم جھکوگے - تمہارے سامنے سر اونچا کیا جائیگا - ایسی حالت میں کیا تم کو بھی تن جانا چاہیے ؟ اسکا جواب حضرت لقمان کے اپنے بیٹے کو دیدیا ہے :

و امر بالمعروف و انہ عن	نیکی کا حکم دے ، بدی سے روک '
المنکر و اصبر علی ما اصابک -	اور جو دکھہ تجھکو پہونچیں ان پر
ان ذلک من عزم الامور -	صبر کر - یہ تو بڑے ہمت کا کام ہیں

چنانچہ خود حضرۃ داعی اسلام علیہ السلام کو بھی فرائض رسالت کی تعلیم کے بعد حکم دیا گیا ۔

و لربک فاصبر (۷۴ : ۷)	اپنے خدا کیلیے صبر کر

دوسری جگہ فرمایا ۔

فاصبر کما صبر اولو العزم	صبر کر ' جس طرح کہ تجھہ سے پہلے تمام
من الرسل (۴٦ : ۳۵)	اولو العزم رسول کرتے آئے ہیں '

پس احتساب کیلیے عدم ' رفق ' صبر ' حلم ' تینوں کی اشد ضرورت ہے ۔

(احتساب ہر حال میں چاہیے)

لیکن اگر تم علم نہیں رکھتے ' اگر تم میں تحمل نہیں ' اسیلیے اگر تم میں حلم و صبر نہیں ہے تو کیا فرض احتساب بیٹھ رہو ؟ دنیا میں اس کیونکر ہوجائیگا ؟ یہ سچ ہے کہ علم ایک جوہر ہے ' رفق ایک زیور ہے ' صبر ایک کوہ الماس ہے ' لیکن حسن کبھی کبھی بغیر زیور کے بھی دنیا کے سامنے نمایاں ہوتا ہے ' اسلیے تمکو خدع نفس میں مبتلا نہ ہونا چاہیے - بلاشبہہ یہ اوصاف ضروری ہیں ' لیکن ان کے بغیر بھی خدا کا کام جاری رکھا جاسکتا ہے

برائی ہر حال میں برائی ہے ' نیکی ہر حال میں نیکی ہے اسلیے ایک کا مٹانا اور ایک کو قائم رکھنا ہر حال میں فرض ہے کارخانۂ احتساب کبھی معطل نہیں رہ سکتا ۔

غور کرو ' تین صورتیں تمہارے سامنے ہیں :

(۱) عدم احتساب کا صرف اسی لیے ان اوصاف کے فقدان کے سبب سے رہنے ہوگا ' جو شرائط ضروریہ احتساب ہیں ۔

(۲) اسکی بنا

(۳) [illegible]

پہلی دونوں صورتیں [illegible] ہیں ' [illegible] کی صفات کے ہوتے کے حصولت کا [illegible] [illegible] نیک صورت میں [illegible] حق کو اور [illegible] عمل [illegible] چاہیے [illegible] [illegible] ہے ' اور ایمان کا [illegible] کا ادنی درجہ یہی ہے

اب [illegible] ہوا ہوگا کہ [illegible] ہے مگر [illegible] [illegible] ہے ' مگر حق [illegible] [illegible] ہے مگر هدایت [illegible] ہے [illegible] ہے ایک مسلمان کبھی خاموش [illegible] نہیں رہ سکتا

قال نبی (صلعم) اصعف	آپ نے فرمایا [illegible] [illegible]
[illegible] حارث [illegible]	[illegible]) اور [illegible] [illegible] ہے)

علم النباتات کا ایک جدید صفحہ

روح نباتات اور احساس

(مسٹر بوس کا اکتشاف جدید)

ہم نے گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں پروفیسر جے - سی - بوس کی تعارف کرتے ہوئے وعدہ کیا تھا کہ ہم انکی اکتشافات و تحقیقات کو اردو زبان کے حلقۂ علمی تک پہونچانے کی کوشش کرینگے - آج اس سلسلۂ مضمون کی طرف متوجہ ہوتے ہیں :

تم کبھی باغ میں گئے ہوگے ' گھاس کے مخملیں فرش پر آزادانہ بیٹھے ہوگے ' چمن کی سرسبز روشوں پر گلگشت تفرج کی ہوگی ' پھولوں سے دامن بھر بھر کے لطف گلگشت اٹھایا ہوگا ' لیکن اس چمن طرازی و گلکاری میں یہ خیال شاید کبھی نہ آیا ہوگا کہ یہ حسن و جود جو ابدی عشرت جوئیوں کی لاابالانہ مشقیں کررہے ہیں ' خود بھی احساس رکھتے ہیں ؟

مگر آج علم کا یہی سوال ہے !

نباتات میں بھی احساس ہے اور کیا اسکے پاس بھی رسائل حس یعنی اعصاب ہیں ؟

(وظائف عصبیہ)

اس سوال سے پہلے ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اعصاب کا وظیفۂ اصلی کیا ہے ؟

عصب کا اصلی کام یہ ہے کہ جو هیجان excitement جو اسکے کسی حصے میں پیدا ہوتا ہے وہ جسم کے دوسرے حصے تک پہونچادے ۔

اعصاب نہایت چھوٹے چھوٹے ریشوں سے مرکب ہیں جنکو انگریزی میں Fiber اور عربی میں خیط کہتے ہیں - خیوط اسکی جمع ہے - جب جسم کے کسی حصے میں هیجان پیدا ہوتا ہے تو اسکے معنی یہ ہیں کہ اس مقام کے خیوط میں ایک حرکت پیدا ہوگئی ہے جو حرکت اسی طرح آگے بڑھتی ہے ' اور جسطرح کہ برقی تار کے ایک سرے کی حرکت دفعتاً تمام دوسرے سرے تک پہونچ جاتی ہے ' اسطرح ہر ریشہ اپنے بعد کے ریشے کو حرکت دیتا ہوا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ یہ حرکت مرکز اعصاب یعنی دماغ تک پہونچ جاتی ہے [illegible] [illegible] کا مجمع اور مخزن تاثرات دماغ ہے [illegible] جسم پر [illegible] اعصاب کی حکومت قائم ہے '

[illegible] عصب کا [illegible] [illegible] ایولٹو کا [illegible] اور [illegible] [illegible] (وظائف الاعضاء) اعمال [illegible]

[illegible] (۱) [illegible] [illegible] شدہ میں ایک هیجان سا پیدا ہوا [illegible] [illegible] شروع ہوا اعصاب تعارف کے اس حرکت [illegible] نک پہونچا دیا ۔

---

(۱) یہ [illegible] ایک پردہ ہے جسمیں نہایت باریک باریک رنگوں کا [illegible] ہے [illegible] [illegible] ہوتے ہیں [illegible] عکس قبول [illegible] ہے انگریزی میں اسے Retina کہتے ہیں ۔

اس سلسلے میں ایک امر اور بھي قابل ذکر ہے - اگرچه هیجان کے دماغ تک پہنچا دینے کے بعد عصب کا کام ختم هوجاتا ہے ' مگر یه هیجان خود ختم نہیں هوجاتا بلکه عضلات کي طرف بھي منتقل هوسکتا ہے اور اس صورت میں متقلص (سکڑنے والے) عضلات میں ایک قسم کا جھٹکا پیدا هوجاتا ہے -

(ایک عجیب تجربه)

یه صرف قیاس اور نظریه هي نہیں ہے بلکه علماء وظائف الاعضاء نے اس کا مشاهده کرا دیا ہے -

یه لوگ مینڈک کي سرین سے ایک عضله اسطرح کاٹ لیتے هیں که جو اعصاب اسکے ساتھه کٹتے هیں ' وہ عضله کے ساتھه ملے رهتے هیں - پھر ان میں سے کسي ایک عصب کے ایک سرے پر برقي رو یا کسي دوسرے میکانیکي طریقه سے (یعني آلات کے ذریعه سے) تحریک پیدا کرتے هیں - اس تحریک کا هیجان فوراً ایک سرے سے دوسرے سرے تک چلا جاتا ہے اور وهاں سے عضله میں منتقل هوتا ہے - عضله میں تحریک هوتے هي ایک جھٹکا سا لگتا ہے جو دیکھنے والے کو صاف نظر آجاتا ہے !

شاید کسي کو یه خیال هو که جب یه عضله اور عصب جسم سے قطع کرکے علحده کرلیے گئے تو وہ زنده نه رہے هونگے ' اسلیے جو تجارب مقطوع عضلات و اعصاب پر کیے جاتے هیں اُن پر ایک زنده جسم کي حالت کو قیاس کرنا صحیح نه هوگا -

مگر ایسا خیال کرنا اصول علمي سے بے خبري کا نتیجه هوگا - بعض دوائیں ایسي هیں که اگر انکو کسي سیال شے میں حل کردیا جاے اور اس محلول (Solution) میں کٹے هوے اعضاء کو رکھا جاے تو وہ کئی کئی گھنٹے تک زنده رهسکتے هیں - اور ڈاکٹر کارل کا تو یه بیان ہے که انکے پاس بعض بعض خلایا اس طرح کے صناعي محلول میں کئي کئي دن تک زنده رہے هیں -

(روح نباتاتي کا ابتدائي منظر)

غالباً اب یه ذهن نشین هوگیا هوگا که اعصاب کا وظیفه اصلي کیا ہے ؟

اس تفصیل سے همارا منشا اس نکته کو واضح کرنا تھا که نباتات میں اعصاب کے وجود کا جب دعوا کیا جاے تو اسکا یه مطلب نہیں قرار دینا چاهیے که درختوں میں بھي کوئي ایسي شے موجود ہے جو اپني ساخت اور مایۂ خمیر میں بعینه حیواني عصب کے مانند ہے ' بلکه یوں سمجھنا چاهیے که درختوں میں بھي بعض ایسے ریشے موجود هیں جو بعینه وهي کام کرتے هیں جو جسم حیواني میں اعصاب کا کام ہے -

Mimosa (ممرسا) ایک ذکي الحس اور سریع التاثیر درخت ہے جسے ٹھیٹ اردو میں چھوئي موئي کہنا چاهیے - اسکي ذکاوت حس کي یه حالت ہے که هاتھه لگتے هي کسي شرمگیں و حیا سرشت دوشیزه لڑکي کي طرح اسکي پتیاں کمہلا کے جھک جاتي هیں -

ممرسا میں مس کرنے سے جو هیجان پیدا هوتا ہے وہ بھي قریباً اسی طرح مس کرده مقام سے مرکز تک منتقل هوتا ہے جسطرح که حیوانات کے مس کرده عضو سے دماغ تک پہنچتا ہے -

مثلاً آپنے ایک پتي کو چھوا - بمجرد لمس ایک قسم کا هیجان پیدا هوگا جو کہربا کي سرعت کے ساتھه اس عضو تک پہنچ جالیگا جسکو عضو حرکت پذیر (Motile organ) کہتے هیں - ممرسا میں یه عضو پتیوں کے جوڑ کے پاس هوتا ہے - اسي کے پاس پل ري نس (Pulvinus) نامي ایک عضو نباتاتي هوتا ہے جسکي خاصیت یه ہے که هیجان کي حالت میں عضلات کي طرح اسمیں بھي تقلص و انقباض (کھنچنا اور سکڑنا) هوتا ہے - جب هیجان اس عضو حرکت پذیر تک پہنچتا ہے ' تو اس سے منتقل هوکے پل ري نس میں آتا ہے اور سمٹنے لگتا ہے - اسکے سمٹتے هي مینڈک کے عضلۂ مقطوع کي طرح اسمیں بھي ایک جھٹکا لگتا ہے - یہي جھٹکا ہے جو دفعتاً پتیوں کے کمہلا کے گرجانے کي شکل میں هم کو نظر آتا ہے -

هم اوپر بیان کر آئے هیں که حیوانات میں نقل هیجان کا اصلي ذریعه وہ ریشے یا خیوط هیں جن سے اعصاب مرتب هوتے هیں - نباتات میں بھي ایک قسم کے ریشے هوتے هیں جنکو انگریزي میں (Tissue) اور عربي میں نسیج کہتے هیں - یہي ریشے هیں جو هیجان کو منتقل کرتے هیں - ممرسا میں یه ریشے تنے یا شاخ میں هوتے هیں اور اسطرح چسپاں هوتے هیں که بمشکل علحده هوسکتے هیں - البته فرن (Fern) میں نہایت آسانی سے علحده هوجاتے هیں -

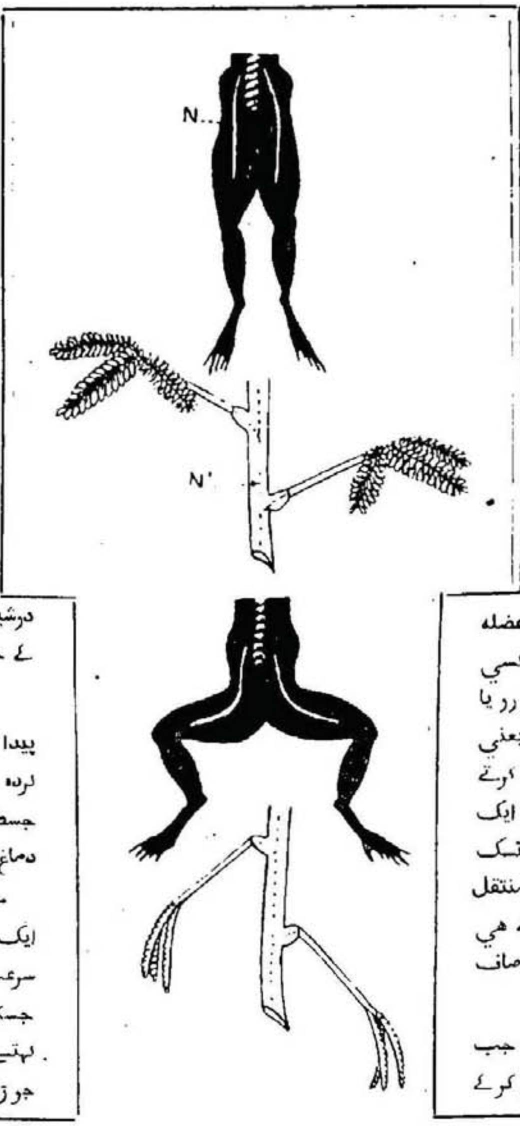

(۱) مینڈک کا کٹا هوا حصۂ جسم جسکے تجربه کا ذکر مضمون میں آیا ہے - اور ممرسا کے درخت کے عضلات -

اوپر مینڈک کا زیریں حصۂ مقطوع ہے - اسمیں جو خطوط نظر آتے هیں یہي عضلات هیں جو هیجان اور تنبه کو دماغ تک پہنچاتے هیں - انکي شناخت کیلیے انگریزي کا حرف N بنا دیا گیا ہے -

اسکے نیچے ممرسا کي شاخ ہے - شاخ کے اندر خطوط دکھلائے هیں - یہي خطوط بمنزلۂ عضلات کے هیں جو هر اثر و هیجان کو پل ري نس تک پہنچا دیتے هیں (دیکھو N) - اس تصویر میں یه دونوں چیزیں سکون کي حالت میں دکھلائي هیں -

(۲) لیکن نیچے کي تصویر هیجان اور تنبه کي حالت کو پیش نظر کرتي ہے - مینڈک کا وهي مقطوع حصه هیجان اور اهتزاز کي حالت میں ہے - اسي طرح ممرسا کي پتیاں بھي سکڑکے جھک گئی هیں - دونوں کے اندر خطوط انکے نسج و عضلات هیں -

مکتـوب آستـانـۂ علیـہ

سالنامۂ جمعیۃ هلال احمر قسطنطنیه
اور
ارسیالیات مالیۂ هند

جنرل سکریٹری هلال احمر قسطنطنیه کا مراسله

بخدمت ادیب اریب و فاضل لبیب مولانا ابو الکلام آزاد متعنا الله ببقاه -

پس از ستایش آں فاضل محترم عرض مي شود که نامۂ نامي مورخۂ ۱۱ - جون رسیده - مطالعه شد - از مضمون مکتوب آگاهي حاصل گشت - چندی است که در مطبوعات هندوستان پارۂ مقالات و بیاناتی دیده مي شود که جمله متعلق مناقشات اعانۂ - چندۂ - هلال احمر میباشد - مي توان گفت که تمام ایں قیل و قالها را وقع و صحتی درکار نیست - چه که سالنامۂ هلال احمر که موجب ایں همه گفتگوها گشته ' عبارت از راپورت هالی است که دو سال قبل طبع و انتشار یافته ' و هنوز اسمآء خیلی از اعانه دهندگان در آں کتاب درج و اشاعۂ نیافته است که در سالنامۂ آیندۂ متعلقۂ سالهای ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ دیده و یافته خواهد شد -

دیگر آنکه مبالغی که در سالنامه محرر و مندرج است ' عبارت از مبالغی میباشد که از راه راست بدون توسط و مداخلۂ کسی و منبعی ' یکسره باداره مرکز عمومي جمعیت هلال احمر قسطنطنیه واصل و اخذ و قبض گردیده - دریں شکی نیست که بسیاری مبالغ دیگر نیز که براسطۂ اشخاص و منابع متعدده فرستاده شده است هنوز داخل سالنامۂ مذکوره نگردیده است - یکی دیگر آنست که مبالغی بدون اینکه نام هلال احمر از طرف اعانت دهنده و فرستنده ذکر شود ' بنام صدارت عظمی رسیده ' و ایشاں آں مبلغ را طوری که صلاح دیده اند برای صرف مجروحین و غزاۃ راساً بوزارت جنگ تسلیم و سپرد فرموده اند که در دفتر خانۂ وزارت مذکوره مضبوط و مقید میباشد ' و بجاے لازم خود خرج و مصروف رسیده است -

پس چناں مناسب است که مطبوعات محلیۂ هند تا هنگام انتشار سالنامۂ آینده دم از مناقشات و مطاعنات و بدگوئی و اتهام همدیگر بربسته ' مترصد و منتظر استقبال باشند - آنگاه سلیم از سقیم و غث از سمین معلوم و آشکار خواهد گشت -

در ختام ایں نامه از گفتن چند جمله ناگزیر هستیم که آں ایں است : برادران محترم ما مسلمانان هندوستان یقین کنند و مطمئن باشند که تمام مبالغ مرسوله که بنام اعانۂ هلال احمر فرستاده اند - خود شاں کاملاً بایں جمعیت انسانیت پرور رسیده و یک فلس آں حیف را حجاف نشده ' و تماماً صرف غازیان و مجروحان در اثناء جنگ شده - و ازیں روے ملت نجیبۂ عثمانیه و دولت علیه از همۂ مدد کنندگان کمال منت و شکر گذاري راداشته و هیچ وقت نیکي و خوبیهاے آں برادران نیکنام را فراموش نخواهند نمود -

بدیں وسیلۂ حسنه تقدیم احترامات فائقه نموده موفقیت جنابعالي را در کافۂ امور خواهانم - والسلام

کاتب عمومي هلال احمر عثماني در قسطنطنیه :

دو قتور عدنان

(تـرجمـه)

گذارش ہے که آپکا خط مورخه ۱۱ - جون پہونچا اور مطالب مندرجه سے آگاهي هوئی -

کچهه عرصے سے هندوستان کے اخبارات میں چند ایسے بیانات و مضامین دیکھے جاتے هیں جو تمام تر چندۂ هلال احمر کے جهگڑوں کے متعلق هیں - لیکن اس تمام قیل و قال میں کسي طرحکي واقعیت و صحت نہیں ہے - اسلیے که هلال احمر قسطنطنیه کی رپورٹ جو ان مناقشات کا موجب هوئي ہے ' اب سے دو سال قبل طبع هوئي ' اور بہت سے روپیه بهیجنے والوں کے نام اسمیں درج نه هوسکے - وہ ۱۳۲۹ اور ۱۳۳۰ کي رپورٹ میں درج هونگے جو شائع هونے والي ہے -

دوسري بات یه ہے که رپورٹ میں جو رقمیں درج کي گئی هیں ' وہ صرف وهي رقوم هیں جو براه راست و بغیر توسط ' اور بلا کسي درمیاني شخص کے وسیله اور کسي دفتر کے دخل کے ' یکسر دفتر انجمن هلال احمر قسطنطنیه میں پہنچیں اور وصول کي گئیں - اسمیں شک نہیں که انکے علاوہ اور بهي بہت سا روپیه دیگر اشخاص اور دفاتر کے واسطه سے بهیجا گیا ہے که هنوز رپورٹ میں درج نہیں کیا گیا ہے - ایسا بهي هوا ہے که بعض رقوم انجمن هلال احمر کي جگه وزیر اعظم کے نام بهیجی گئیں اور انهوں نے جس طرح مناسب سمجها مجروحین جنگ کي اعانت کیلیے براه راست وزارت جنگ کے سپرد کردیا اور حکم دیا که دفتر وزارت میں درج کیا جاے ' اور وہ بهي اپنے مقصد خاص میں یعنی مجروحین جنگ کي اعانت میں خرچ و صرف کیا گیا -

پس مناسب ہے که هندوستان کے اخبارات اپنے جهگڑوں کو اور باهمدگر طعن و قدح کو اور اتهام و بدگوئي کے سلسلے کو دوسري رپورٹ کی اشاعت تک بند کردیں اور اسکي اشاعت کا انتظار کریں - اس وقت حقیقت ظاهر هوجائیگی اور کهرے کهوٹے میں تمیز کی جا سکیگي -

خط کے خاتمه میں چند جملے زر اعانه کے خرچ و تصرف کی نسبت کہدینا ضروري سمجهتا هوں - همارے محترم بهائی یعنی مسلمانان هند یقین کریں اور مطمئن رهیں که تمام روپیه جو انهوں نے هلال احمر فنڈ کیلیے بهیجا ہے ' وہ سب کا سب انجمن کو وصول هوچکا ہے اور ایک پیسه بهی اس میں سے ضائع یا ندر خیانت نہیں هوا ' اور تمام تر صرف غازیان مجروح کی تیمار و اعانت میں خرچ کیا گیا - ملۃ عثمانیه اور نیز دولۃ علیه تمام مدد کرنے والوں اور زر اعانت بهیجنے والوں کی کمال درجه ممنون و شکر گذار ہے اور کبهی بهی هندوستان کے نیک نام بهائیوں کي اس سچي نیکي اور حمیت کو فراموش نہیں کرسکتي -

اس تقریب مراسلۃ کے موقعه پر احترامات فائقه کا تحفه پیش کرتے هوے ' جناب عالي کے تمام امور و مقاصد کي کامیابي کی دعا مانگتا هوں - والسلام -

جنرل سکریٹري انجمن هلال احمر قسطنطنیه :

ڈاکٹر عدنان

مدارس اسلامیہ

باز گو از نجد و از یاران نجد !

ندوہ کا جدید دستور العمل

آندھیاں چل چکیں ' گرد اڑ چکی ' فضا غبار آلود ہوکر صاف ہوگئی ' دروغ بیانی ' اتہامات ' انتقامی جذبات کا زمانہ گذر چکا - اب وقت آگیا ہے کہ قوم اس اصلی راز تک پہنچ سکے کہ ندوہ کیا کررہا ہے ' اور قبول اصلاح کی آمادگی جو اسنے ظاہر کی ہے ' وہ کہاں تک واقعی ہے ؟ اصلاحی مطالبات میں سے کارکن اشخاص نے صرف دستور العمل کی ترمیم منظور کی ہے اور جدید دستور العمل طیار کرکے شائع کردیا ہے - اسلیے ہم مختلف پہلوؤں سے اسپر نظر ڈالتے ہیں - ندوہ کے مفاسد ہم بیان کرچکے ہیں پس اصلاح کا وہی قدم صحیح ہوگا جو ان دونوں قسموں کے مفاسد کو دور کرے -

سب سے پہلا امر یہ ہے کہ دستور العمل کے شروع میں کوئی تمہید نہیں ہے جس سے یہ ظاہر ہو کہ ترمیم کی کیا ضرورت تھی اور نمایاں طور پر کن خاص امور کی شکایت تھی جن کو جدید دستور العمل میں رفع کردیا گیا ہے ؟ اس سے بڑھکر یہ کہ دستور العمل میں لکھا ہے کہ قدیم دستور العمل جہاں تک کہ اس دستور العمل کے خلاف نہ ہو ' قایم رہیگا - مگر اس دستور العمل کے ساتھہ قدیم دستور العمل شائع نہیں کیا گیا ہے ' اسلیے عام پبلک اور اخبارات وغیرہ کو معلوم نہیں ہوسکتا کہ موجودہ قواعد کے ساتھہ اور کیا کیا قواعد ہیں ' اور وہ کہاں تک صحیح یا غلط ہیں ؟

اسی ابہام اور عدم انکشاف حالت کا اثر یہ ہے کہ دستور العمل کو شائع ہوئے ہفتوں گذرگئے ' لیکن کوئی اخبار اسپر کچھہ نہ لکھہ سکا - اتنی فرصت کسکو ہے کہ تمام دستور العمل پڑھے ' قدیم اور جدید کا موازنہ کرے ' اور پھر انتقاد اور جرح و تعدیل کرے ؟

(۱)

لیکن پیشتر اسکے کہ ترمیم شدہ دستور العمل پر بحث کی جاے ' اس سوال پر غور کرنا چاہیے کہ موجودہ کمیٹی ندوہ قاعدہ کی رو سے کوئی با ضابطہ کمیٹی ہے یا نہیں ؟ اگر نہیں ہے تو وہ خود قائم رہکر ترمیم و تغیر کی مجاز ہے یا نہیں ؟

جدید دستور العمل میں قواعد کی دفعہ اول یہ ہے کہ " قواعد و ضوابط ہذا کا نفاذ اس تاریخ سے ہوگا جب کہ جب اراکین انتظامی موجودہ ندوة العلماء اسکو مجلس انتظامی سے منظور کریں "

لیکن اصلاحی گروہ کا سب سے پہلا مطالبہ یہ ہے کہ دستور العمل نافذہ کی رو سے موجودہ ارکان انتظامی ' ارکان انتظامی ہی نہیں ہیں - اور ندوہ کی کوئی جائز منیجینگ کمیٹی موجود ہی نہیں ہے -

اس بنا پر سب سے پہلے یہی مسئلہ طے ہونا چاہیے - کیونکہ دستور العمل کی دیگر دفعات تمامتر اسی ایک مسئلہ پر مبنی ہیں -

ندوہ کا سب سے پہلا دستور العمل تقریباً ۶ - ۷ برس تک نافذ رہا پھر منسوخ کرکے نیا دستور العمل مرتب کیا گیا جو اسوقت تک جاری ہے - ان دستور العملوں میں ندوہ کی انتظامی کمیٹی کی ترکیب یہ ہے کہ اسکے ممبر صرف دو برس کے لیے منتخب ہوتے ہیں - ان کی مدت کے انقضاء کے بعد جدید انتخاب ہوتا ہے - ممبروں کی تعداد دونو دستور العملوں کی رو سے ۳۵ یا ۳۶ تھی -

لیکن ندوہ کی جدید عمارت کا جب سنگ بنیاد رکھا گیا تو ایک جلسہ خاص کیا گیا ' اور اس میں دفعۃ دستور العمل میں یہ ترمیم کردی گئی کہ ممبروں کی تعداد ۳۶ سے بڑھاکر ۵۱ کردی جاے ' اور پھر اسی جلسہ میں فوراً ۱۵ ممبر انتخاب بھی کرلیے گئے - یہ کارروائی بغیر اسکے کی گئی کہ کوئی ایجنڈا شائع کیا جاتا اور باہر کے ارکان سے راے طلب کی جاتی - چونکہ یہ کارروائی تمام تر خلاف ضابطہ تھی اسلیے یہ جدید ممبر بالکل خلاف ضابطہ ہیں اور حقیقت میں ان کا کوئی قانونی وجود نہیں ہے - لیکن اسوقت سے اب تک یہ زاید شدہ تعداد موجود ہے ' اور کثرت آرا کے بنا پر جسقدر فیصلے ہوے ہیں ' ان میں زیادہ تر ' انہی کی تعداد نے کام دیا ہے - یہ بے ضابطگی کا پہلا اساس الامور ہے -

لیکن خیر اسکو بھی جانے دیجیے - اس سے آگے بڑھجانے کے بعد بھی ندوہ کی کوئی جائز منیجنگ کمیٹی نہیں ملتی -

* * *

دستور العمل کی رو سے ارکان انتظامی کا انتخاب جلسہ خاص کا کام ہے (دیکھو دفعہ ۳۲) جلسہ خاص میں ارکان کا نصاب ۱۵ رکھا گیا ہے - ارکان انتظامیہ کا پچھلا انتخاب جو جولائی سنہ ۱۹۱۳ع میں ہوا ' وہ بھی بالکل بے ضابطہ تھا ' اور ندوہ کی کمیٹی بالکل شکست ہوچکی تھی -

تفصیل اسکی یہ ہے کہ ۸ جولائی سنہ ۱۹۱ ع سے دو مہینے پہلے ۴۲ ارکان انتظامیہ کی مدت ممبری گذر چکی تھی اور وہ ممبری سے خارج ہوچکے تھے - پس ان کو ووٹ دینے کا کوئی حق نہ تھا - صرف ۹ ممبر باقی رہ گئے تھے جو ووٹ دینے کے مجاز تھے - لیکن چونکہ دستور العمل دفعہ ۳۳ کی رو سے جلسہ خاص میں ۱۵ ارکان کی موجودگی ضرور ہے - اسلیے یہ جلسۂ خاص قانوناً بالکل بے ضابطہ اور بے اثر تھا -

اگر یہ کہا جاے کہ جلسہ خاص میں جو ارکان مشروط ہیں اس سے ارکان عام مراد ہیں تو انکے لیے بھی حسب دفعہ ۵ دستور العمل یہ ضرور ہے کہ جلسہ انتظامیہ نے ان کا انتخاب کیا ہو ' لیکن ارکان عام کا انتخاب کسی جلسہ انتظامیہ میں نہیں ہوا -

غرض جولائی سنہ ۱۹۱۳ ع سے پہلے ندوہ کی کمیٹی کے صرف ۹ ممبر باقی رہ گئے تھے اور وہ جلسہ خاص کرنے کے مجاز نہ تھے (کیونکہ اسکے لیے ۱۵ کی تعداد درکار ہے) ایک سال کے گذرنے پر ان میں سے بھی کئی کی مدت ممبری ختم ہوگئی ' اور اب قاعدہ کی رو سے یہ تعداد ۷ سے بھی کم ہے -

اسلیے ندوہ کا کوئی جلسہ منعقد نہیں ہوسکتا کیونکہ جلسہ خاص جو جدید ممبر انتخاب کرسکتا ہے ' اسکے لیے ۱۵ ارکان کی تعداد ضروری ہے ' اور مجلس انتظامی کیلیے بھی کم از کم ۷ - لازمی ہیں ' لیکن اس وقت با قاعدہ ممبروں کی تعداد ۸ - بھی کم ہے -

پس دنیا کو تعجب اور حیرت سے سننا چاہیے کہ قانوناً ندوہ کا اس وقت وجود ہی نہیں ہے ' محض ایک بے قاعدہ اجتماع ہے جو ندوہ کو چلا رہا ہے - اسلیے سب سے پہلا کام یہ ہونا چاہیے کہ ندوہ کا ممبروں کا انتخاب بالکل نئے سرے سے عمل میں آے اور از سر نو اسکا نظام درست ہو - جب تک یہ مرحلہ طے نہوگا ' اس وقت تک ندوہ کی تمام کارروائیاں حتی کہ اصلاح دستور العمل بھی محض بے قاعدہ اور بے معنی ہونگی - اگر یہ بیان صحیح نہیں ہے تو ارکان ندوہ کو اس کی تصحیح کردینی چاہیے -

مسئلۂ البانیا

جنرل دی ویر کا بیان

یورپ کو دوسری قوموں کی ملی عصبیت کی مذمت و ہجو کرتے کرتے اب خود اپنے تعصب و تنگ دلی سے بھی شرم آنے لگی ہے - اگرچہ تعصب اسکے رگ و پے میں جاری و ساری ہے' مگر جب کبھی اسکے منظر عام پر آنے کا موقع پیش آتا ہے تو وہ ہمیشہ اسکے چہرہ پر فریب و خدع کا نقاب ڈالکر آتا ہے -

البانیا کا اسلامی حکومت سے محروم ہونا یورپ کے مسیحی تعصب اور دیرینہ سازش کا نتیجہ ہے' تاہم یورپ نے اسکی وجہ یہ بیان کی کہ اولا تو اصولاً ہر قوم کو اپنے اوپر خود حکومت کرنی چاهیے - ثانیا چونکہ ترک یہاں امن و نظام قائم نہیں کرسکتے - اسلیے یہ سرزمین ہمیشہ کشت و خون اور جنگ و جدل کے عذاب میں گرفتار رہتی ہے - بس ترکوں کو نکالدینا چاهیے -

وجہ اول کہاں تک صحیح ہے ؟ اسکا اندازہ شہزادہ ویڈ کے جبریہ تقرر' پھر فرار' اہل البانیا کے خروج اور یورپ کے نامرادانہ تغافل و سکوت سے ہوگیا ہوگا - اور دوسرے سبب کا اندازہ جنرل دی ویر کے بیان سے ہوسکتا ہے جو البانیا کی ڈچ جندرمہ کے افسر اعلی ہیں -

وہ آجکل اپنے وطن واپس آئے ہوے ہیں - یہ حالات انہوں نے ہوالینڈ دی گزیٹ کے مراسلہ نگار سے بیان کیے ہیں -

انہوں نے کہا کہ " البانیا کی سرزمین سازشوں اور چالاکیوں کی سرزمین ہے - وہاں ہر قبیلہ اپنے همسایہ قبیلہ کے اور ہر معزز آدمی اپنے معزز همسایہ کے خلاف سازش میں شب و روز مشغول رہتا ہے - جس شے سے پراگندہ حالی بد سے بدتر ہوگئی ہے' وہ یہ ہے کہ خارجی نفوذ و اثر باہم بر سر کشاکش ہیں سچ یہ ہے کہ جس شخص نے البانیا بچشم خود نہیں دیکھا ہے اسکے لیے یہ اندازہ کرنا کہ یہ سازشیں کسقدر غیر متناہی ہیں اور ان سے حکمراں جماعت کے فرائض میں کس درجہ اشکال و دقت پیدا ہوتی ہے ؟ محال نہیں تو محال سے دوسرے درجہ پر ضرور ہے "

اسکے بعد جنرل موصوف نے بتلایا کہ جب وہ البانیا پہنچے ہیں تو وہاں کے مناسب حال جندرمہ (جنگی پولیس) کی ترتیب کے لیے کس طرح انہوں نے اس وسیع ملک کا ایک طویل دورہ کیا ؟ اور کیا کیا حالات پیش آے ؟ اسکے بعد انہوں نے کہا :

" لیکن ہمارے دورہ سے واپس آتے ہی بین القومی کمیشن کے قبضے نے ہمیں مجبور کیا کہ ہم فوراً ایک طاقت تیار کردیں جو یونان سے ان مقامات کو خالی کرالے جن پر وہ اسوقت قابض تھا -

یہ ہمارے مشکلات کا آغاز تھا - اب ذرا سونچیے کہ یہ لوگ کس قسم کے ہیں ؟ کامل فوضویت (انارکی) کے علاوہ کسی دوسری حالت سے نا آشناے محض ہیں - " وطنیت " " ارض پدری " ان الفاظ کا تصور بھی انکے ذہن میں نہیں - ان میں نہ تو تربیت ہے اور نہ وابستگی' نہ وفاداری کا احساس ہے اور نہ انجام اندیشی و فرق مراتب کا خیال - وہ افسر کو بھی بالکل اسیطرح بے باکی سے گولی ماردینگے جسطرح وہ ایک باغی کو مار دیتے ہیں -

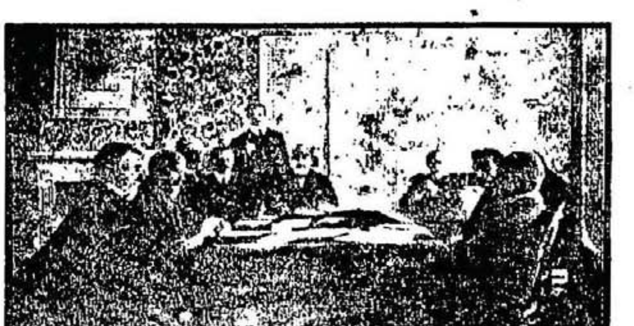

(۱) پرنس ویڈ مع اپنی بیوی اور شیر خوار بچے کے جسکو یورپ کی حریۃ و مساوات کے عفریت نے البانیا کی غالب اسلامی آبادی پر مسلط کرنا چاہا -

(۲) لیکن البانیا کے فریب خوردہ اور بد بخت قبائل بالاخر ہشیار ہوے اور پکار اٹھے کہ " ہمیں اس نصرانی حریۃ و عدالۃ کی جگہ پھر ترکوں کا ظلم واپس دلادو ! " عام خروج اور بد امنی پھیل گئی - بالاخر پرنس ویڈ کو جسے پادشاہوں کا تاج پہنایا گیا تھا' چوروں اور مجرموں کی طرح بھاگنا پڑا - دیکھو ! وہ پوشیدہ ایک کشتی پر سوار ہو رہا ہے جو اسے ایک جنگی جہاز میں پہنچا دیگی -

(۳) اب یورپ حیران ہے - اور مسئلۂ البانیا کیلیے ایک غیر رسمی کانفرنس منعقد کی گئی ہے -

" یہ لوگ تھے جنھیں بھرتی کرکے یونان کے مقابلہ کے لیے جنوب کی طرف بھیجنا تھا " !

" اسکا یہ قدرتی نتیجہ نکلا کہ تمام وقت، روپیہ اور محنت ان پر صرف ہوگئی، اور البانیا کے دوسرے حصوں میں پاے عمل لنگڑا نے لگا "

" مصیبت بالاے مصیبت، ریلونا پر بعض ترکی افسروں کا حملہ، ترانا اور البیسن میں اندیشہ ناک اجتماع افواج، اسد پاشا کی مشکلات، اور سب سے آخر مگر سب سے بڑھکر موجودہ بغاوت ! "

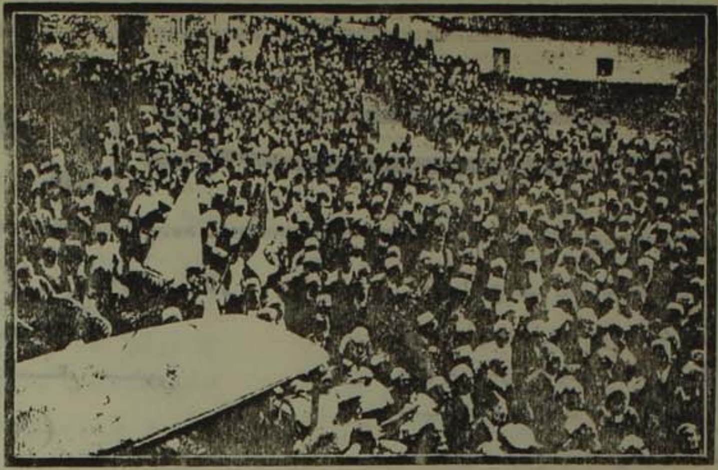

دروازہ مگیں اهل البانیا کا اجتماع اور " یا مسلمان حکمراں یا دوبارہ ترکونکی حکومت " کا نعرہ ! !

اس اعتذاری تمہید کے بعد انھوں نے ڈچ مشن کی مشکلات اور تا ہنوز ناکامی کی داستان چھیڑی اور بتلایا کہ انکا سارا وقت دسائس کی برهمزنی، اشخاص کے انتخاب، انکی تربیت، اور انہیں مرکزی وابستگی و اتحاد کے رنگ میں رنگ دینے میں صرف ہوتا رہا - ان کوششوں کے نتائج کا ذکر کرتے ہوے انھوں نے کہا کہ جب تک ہمارے تمام افسر، جو اسوقت اطراف و جوانب میں پراگندہ ہیں، اسی ایک مرکز پر مجتمع نہ ہو جائیں، اسوقت تک ہمیں یہ نہیں نظر آسکتا کہ کتنی ترقی ہوچکی ہے ؟

بین القومی قبضہ کیا ہوگا ؟

جنرل موصوف نے کہا کہ یہ ایک بہت بڑا مشکل مسئلہ ہے۔ یقیناً بعض ماہرین سیاست کا خیال ہے کہ یہی آخرین حل ہے، مگر چونکہ یہ ایک خالص سیاسی سوال ہے اسلیے جواب دینا میرا کام نہیں -

جب اسد پاشا کے متعلق پوچھا گیا، تو پہلے تو انھوں نے نہایت احتیاط اور احساس مسئولیت کے ساتھہ کہا کہ " صاف دلائل ملنا مشکل تھے " لیکن اسکے بعد کچھہ کچھہ احتیاط کی بندشیں ڈھیلی کردیں، اور ایک قیاس مرکب غیر مامون پر بیٹھکے وہاں پہنچگئے جہاں آج تمام یورپ مصروف گلگشت ہے "

قطب جنوبی

غالباً یاد ہوگا کہ ہم نے الہلال (جلد چہارم) میں سر ارنسٹ شیکلٹن کی سرکردگی میں ایک نئی مہم کے جانے کی اطلاع دی تھی، جو قطب جنوبی کے مسئلہ کو انتہا تک پہنچا دینے کی کوشش کریگی -

چنانچہ سر شیکلٹن تجربہ کے طور پانچ آدمیوں کے همراہ ناروے کی طرف گئے - اس مختصر اور آزمایشی سفر سے وہ حال ہی میں واپس آے ہیں - خود شیکلٹن اور انکے رفقاء کے چہروں پر سفر کے جو آثار نظر آئے ہیں ان سے اندازہ ہوتا ہے کہ اثناء سفر میں انہیں کیسے کیسے مصائب و شدائد کا مقابلہ کرنا پڑا ہے ؟

ایک اخبار کا نامہ نگار ان سے ملنے گیا تھا - اس نے جب سفر کے حالات و نتایج کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا :

" میں اپنے تجربہ کے نتائج سے خوش ہوں - قطب جنوبی کے متعلق یہ پہلا کام ہے جو ان حالات میں کیا گیا ہے - ہمارے امتحان نے یہ واضح کردیا ہے کہ ہماری تیاریوں کا رخ صحیح ہے - ہم اپنی کمزوریوں کو معلوم کرنے گئے تھے جو ہمیں معلوم ہوگئیں، اور اب ہم انکا انسداد کردینگے - ہمارے ساز و سامان میں موٹرکار اور خیمے دو سب سے زیادہ کامیاب چیزیں ثابت ہوئی ہیں - یہ دونوں چیزیں آیندہ تجارب میں اور زیادہ کامیاب ثابت ہونگی -

سر شیکلٹن

در اصل ہم نے تمام فصلوں میں کام کیا، اور جہاں تک ممکن ہوا بحر انطراطیک کے سے سخت و خطرناک حالات میں کیا !

منجملہ شدید واقعات کے ایک یہ واقعہ قابل ذکر ہے کہ ایک بہت ہی ڈھالو اتار پر سے گزرتے وقت موٹر سیلج (موٹر کی طاقت سے برف پر چلنے والی گاڑی) الٹ گئی - مگر غنیمت ہے کہ کسی شخص کو نقصان نہیں پہنچا - سطح کی حالت نے جہاں جہاں اجازت دی ہماری جماعت نے گاڑیاں خوب کھینچیں، مگر عموماً یہاں کی سطح انطراطیک کی سطح سے زیادہ نرم ہے - جو سطحیں اسوقت تک تجربے میں آچکی ہیں، ان میں سب سے بہتر متوسط درجہ کی انطراطیکی سطح کو سمجھنا چاہیے -

غذا تھیلوں کے بدلے ٹین کے بکسوں میں رکھی گئی تھی جو ان تھیلوں سے زیادہ هلکے اور ہاتھہ میں رکھنے کے قابل تھے - لوگوں کو کھانا تین وقت یعنی صبح، دوپہر اور شام کو ملتا تھا - پینے کے لیے صرف چاے یا کوکو تھا "

سر شیکلٹن کا یہ سفر محض ایک آزمایشی سفر تھا - وہ چاہتے تھے کہ نئے سامانوں کا تجربہ کرکے دیکھیں کہ ان سے کس قدر مدد ملتی ہے - اب تک اس سفر میں برفستانی کتوں کی گاڑیوں سے کام لیا جاتا تھا مگر اس آزمایش نے ثابت کردیا ہے کہ موٹرکار سے اس مہم میں بہت مدد ملسکتی ہے -

مراسلات

الاعتصـــاب فـــي الاســـلام

از مولانا عبـــد الســـلام نـــدوي

(۲)

(تنقســـيم دوم)

(کیا اشتراک صرف تجارت پیشه گروه هي کرسکتا هے ؟)

تصریحات متذکرہ بالا سے اگرچه ثابت هوگیا هے که اشتراک تجارتي تعلقات رکھنے والوں کے ساتھه مخصوص نہیں هے ' لیکن ایک معترض کہه سکتا هے که طلباء کي مخصوص حالت تمام دنیا سے مختلف هے اور وہ اونکو اشتراک کي اجازت نہیں دیتي - اس بنا پر سب سے مقدم سوال یه هے که اوستاد و شاگرد کے تعلقات اشتراک کے متحمل هوسکتے هیں یا نہیں ؟

اسلام کے نظام تعلیم میں ابتدا سے لیکر آجتک جو تغیرات وانقلابات هوے هیں' اونکي تاریخ اگرچه نهایت دلچسپ هے لیکن یه مضمون اوسکي گنجایش نہیں رکھتا ' اجمالاً صرف یه بیان کردینا کافي هوگا که صحابه کرام بلکه تابعین کے زمانه تک تعلیم پر اجرت لینا سخت ننگ و عار بلکه گناہ خیال کیا جاتا تها ' اور محدثین نے مدت تک اس روش کو قائم رکھا - چنانچه ایک محدث کي آنکھه میں آشوب تها - ایک طالب العلم نے سرمه پیش کرنا چاها ' انہوں نے صاف انکار کردیا که علم حدیث اس ظاهري معاوضه کا بھي متحمل نہیں هو سکتا حالانکه یه معاوضه نه تها - (۱)

ایک مرتبه حضرة حسن بصري نے بازار میں کپڑا خریدنا چاها - بزاز نے کہا که " آپ کو اس قیمت پر دیتا هوں ورنه دوسرے کو هرگز ندیتا " چونکه اس رعایت کا سبب صرف یه تها که وہ بہت بڑے محدث تھے ' اسلیے بظاهر یه تخفیف ' علم حدیث کا معاوضه تهي ' لیکن یه غیر محسوس معاوضه بهي اونکو اس قدر شاق گذرا که پهر تمام عمر خرید و فروخت کیلیے بازار نه گئے (۲) -

محدثین میں اگر کوئي ماهوار وظیفه لیتـا بهي تها تو اوسکو طلباء پر صرف کردیتا تها (۳) بعض محدثین خود طلباء کو مالي اعانت دیتے تھے (۴) اس استغناء و قناعت کا یه اثر تها که علماء کو سلاطین کا مطلق خوف نه تها (۵) بلکه اسکے برعکس خود شاهزادے محدثین سے ڈرتے تھے (۶) بعض محدثین علانیه سلاطین کو گالیاں دیدیتے تھے (۷) یه استغناء صرف مال و دولت تک هي محدود نه تها' بلکه علماء کو عزت ' شہرت ' اور جاہ طلبي سے بهي سخت نفرت تهي - امام اعمش کا بیان هے که هم نے ابراهیم کو مجبور کیا که وہ مسجد میں ستون کے پاس بیٹھه کر درس دیں - چونکه اس ذریعه

(۱) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۳۶۳
(۲) مسند دارمي صفحه ۷۵
(۳) تذکرة الحفاظ جلد ۴ - ص ۱۹۱
(۴) تذکرة الحفاظ جلد ۴ - ص ۲۵۰
(۵) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۳۴۳
(۶) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۱۸۹
(۷) تذکرة الحفاظ جلد ۱ - ص ۲۹۵

سے گویا اپنے آپ کو نمایاں کرنا تها - اسلیے اونہوں نے انکار کردیا - حارث بن قیس جعفي کا یه حال تها که جب ایک یا دو آدمي اون سے درس حدیث حاصل کرتے تھے تو وہ بیٹھے رهتے تھے ' لیکن جب مجمع هوجاتا تها تو شہرت و جاہ طلبي کے خوف سے اوٹھه جاتے تھے - ربیع کے پاس جب طلباء حاضر هوتے تھے تو کہتے تھے که خدا تمهارے شر سے بچاے (۱) -

تذکرة الحفاظ وغیرہ میں اس قسم کے واقعات بکثرت منقول هیں ' لیکن اس موقعه پر هم محدثین کے فضائل و مناقب کا باب باندهنا نہیں چاهتے' بلکه اس تفصیل کا مقصد یه هے که جب تک یه نظام تعلیم قائم تها ' طلباء و اساتذہ کے تعلقات اشتراک کي گنجایش نہیں رکھتے تھے' کیونکه اشتراک کا مقصد (جیسا که اوپر گذر چکا) یه هوتا هے که تمدني فوائد و منافع سے دوسرے گروہ کو محروم کردیا جاے - لیکن اس نظام تعلیم میں اساتذہ کو طلبا کے ذریعه سے کوئي ذاتي فائدہ حاصل نه تها - مال و دولت سے وہ بیزار تھے' جاہ و شہرت سے اونکو نفرت تهي ' خود بعض محدثین طلباء کو مالي مدد دیتے تھے' ایسي حالت میں اشتراک اونکو کس فائدہ سے محروم کرسکتي تهي ؟ بلکه اسکا اثر خود طلباء پر نہایت مضر پڑسکتا تها - اخلاقي حیثیت سے اس بے نیازي اور بے نفسي کا طلباء پر جو اثر پڑتا تها وہ کسي قسم کي سرکشي کي اجازت نہیں دیسکتا تها - لیکن تاریخ اسلام کے یه ایام بیض جب گذر گئے تو دفعة نظام تعلیم میں انقلاب پیدا هوا اور اوس نے شاگرد و اوستاد کے علمي تعلقات کو مبدل به تجارت کردیا - علماء کو ماهوار تنخواهیں ملنے لگیں' بیش قرار وظائف مقرر کیے گئے - اور اس انقلاب نے رفته رفتـه انهیں حرص و طمع کا خوگر بنا دیا ' جس نے اون کے وقار کو دفعة بالکل مٹا دیا.

علامه ابن خلدون نے مقدمه تاریخ میں روایات کي تنقید کا ایک خاص اصول یه قائم کیا هے که " تاریخي روایات میں زمانے کے تغیرات کو نظر انداز کردینا سخت غلطیوں کا باعث هوا کرتا هے " چنانچه لکھتے هیں :

ومن الغلـط الخفي في التاريخ ' الـذهول عن تبدل الاحوال في الامم والاجيال بتبدل الاعصار ومرور الايام وهوداء دوي شديد الخفاء اذ لايقع الا بعـد احقاب متطاولـة فلا يكاد يتفطن له الا الاحاد مـن اهـل الخـليقـة	تاریخ میں ایک مخفي غلطي یه هے که تغیرات زمانه سے قوموں میں جو تغیر هوتا هے اوسکو بھلا دیا جاتا هے' اور یه سخت مرض هے جو نہایت مخفي طور پر پیدا هوتا هے کیونکه اوسکا ظہور ایک زمانه ممتـد کے بعد هوتا هے اسلیے اوسکـو صرف چنـد مخصوص افـراد سمجھتے هیں -

علامۂ موصوف نے اس کلیه کے جزئیات کي جو تشریحي مثالیں دي هیں' اون میں ایک مثال تعلیم کا مسئله بهي هے - جس سے اس انقـلاب کي حقیقت اور اوسکا عملي اثر اچھي طرح واضح هوسکتا هے ' اسلیے هم اوسکا خلاصه درج کرتے هیں :

" اسي قبیل سے یه واقعه بهي هے جسکو حجاج کے متعلق مورخین نے بیان کیا هے که اوسکا باپ معلم تها ' حالانکه اس زمانه

(۱) دارمي صفحه ۷۱

میں تعلیم معاش کا ذریعہ ہے جو عصبیت کی عزت سے بمراحل دور ہے' اور معلم ضعیف اور مسکین شخص سمجھا جاتا ہے جسکو کوئی خاندانی عزت حاصل نہیں ہوتی - اس بنا پر بہت سے دلیل اہل پیشہ اسکے ذریعہ سے وہ مناصب حاصل کرنا چاہتے ہیں' جسکے وہ اہل نہیں ہیں - اونکو حرص و طمع کہاں سے کہاں پھینک دیتی ہے' اکثر سر رشتہ امید اونکے ہاتھہ سے چھوٹ جاتا ہے وہ ہلاکت کے گڑھے میں گر پڑتے ہیں اور وہ غریب یہ نہیں جانتے کہ اونکے لیے یہ مناصب محالات سے ہیں اور وہ صرف پیشہ ور لوگ ہیں - لیکن تعلیم کا ابتداے اسلام میں یہ حال نہ تھا - وہ کوئی پیشہ نہ تھی' صرف شارع کی باتوں کا دوسروں تک پہونچانا' اور اون باتوں کی جن سے لوگ ناواقف ہیں تبلیغ کرنا' تعلیم کا حقیقی مفہوم تھا - اس لیے خاندانی معزز لوگ جو دین کی حفاظت کے ذمہ دار تھے' وہی قران و حدیث کی تعلیم بھی دیتے تھے - بحیثیت تبلیغ نہ بحیثیت پیشہ' کیونکہ وہی اونکی منزل کتاب تھی' اوسی سے اونکو ہدایت ملی تھی' اوسی کا نام اسلام تھا' اوسیکے لیے اونہوں نے جنگ کی تھی' اور اوسی نے اونکو دوسری قوموں سے ممتاز کر دیا تھا - اسلیے وہ اوسکی تبلیغ کے حریص تھے - اونکا غرور' اونکی حمیت اس راہ میں خلل انداز نہیں ہوتی تھی - چنانچہ انحضرت نے وفود عرب کے ساتھہ کبار صحابہ کو خود حدود اسلام کی تعلیم کیلیے بھیجا تھا' اور عشرہ مبشرہ کوبھی یہ خدمت تفویض ہوئی تھی - ان مثالوں سے اسکی تصدیق ہوتی ہے - لیکن جب اسلام کو استحکام حاصل ہو گیا' اور دوسری قومیں اوسکے حلقے میں داخل ہوئیں اور کثرت وقائع سے استنباط احکام کی ضرورت ہوئی' تو اسکے لیے ایک قانون کا محتاج ہونا پڑا جو غلطی سے محفوظ رکھے - اب علم ایک ملکہ کا نام ہوگیا' جسکے لیے تعلیم ضروری تھی' اسلیے وہ ایک پیشہ بن گئی جیسا کہ اوسکا ذکر تعلیم و تعلم کی فصل میں آئگا - چنانچہ معزز لوگ امور سلطنت کے انجام دینے میں مشغول ہوگئے' اور اونکے علاوہ دوسرے لوگ تعلیم دینے لگے - اب وہ ایک پیشہ بن گئی اور امراء کو اس سے شرم معلوم ہونے لگی' اور وہ غربا کیلیے مخصوص ہوگئی' اور معزز لوگوں نے اوسکو حقیر سمجھہ لیا - حجاج بن یوسف کا باپ شرفاے ثقیف میں تھا' اور عرب کی عصبیت اور قریش کے مقابلہ کا جو شرف قبیلہ ثقیف کو حاصل تھا وہ مخفی نہیں - وہ قران مجید کی تعلیم اوس حیثیت سے نہیں دیتا تھا جو اس زمانے میں بطور ذریعہ معاش کے رائج ہے - بلکہ اوس طریقہ پر جو ابتداء اسلام میں جاری تھا" (مقدمہ تاریخ - ص - ۲۹) -

اس بنا پر علماء کی ذلت و نظام تعلیم کی بے اثری کی یہ نوبت پہونچی کہ معلمین کے معائب میں حدیثیں وضع کیگئیں :

شرارکم معلموکم اقلهم رحمة على اليتيم و اغلظهم على المسكين-	سب سے برے تمہارے معلم ہیں' جو یتیموں پر بہت کم رحم کرتے ہیں' اور غرباء کیلیے سب سے زیادہ سخت ہیں (کیونکہ وہ تنخواہ نہیں دیتے) -
لاتستشیر والحاكة و المعلمين فان الله سلبهم عقولهم و نزع البركة من اكسابهم (موضوعات شوکانی ص : ۹۱)	جولاہوں اور مدرسوں سے مشورہ نہ کیا کرو کیونکہ خدا نے اونکی عقل سلب کرلی اور اونکی کمائی سے برکت کو اوٹھا لیا -

لیکن با اینہمہ طلباء پر اثر و اقتدار کا قائم رکھنا ضرور تھا' اسلیے خود علماء نے اپنے فضائل میں حدیثیں وضع کیں -

لا حسد و لا ملق الا فی طلب العلم (تعقبات السیوطی علی موضوعات ابن جوزی ص ۴۸)	حسد اور چاپلوسی صرف علم ہی میں ہے -
حضور مجلس عالم افضل من صلوة الف ركعة -	عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز سے افضل ہے -
مداد العلماء افضل من دماء الشهداء	علماء کی روشنائی شہیدوں کے خون سے افضل ہے -
علمـــاء امتـــي كانبيـــاء بني اسرائيل -	میری امت کے علماء مثل انبیاء بنی اسرائیل کے ہیں -
من جالس عالما فكانما جالس نبيا (موضوعات ملا علی قاری - ص ۴۲ ' ۵۷ ' ۸۲)	جو شخص کسی عالم کے ساتھہ بیٹھا وہ گویا کسی نبی کے ساتھہ بیٹھا -

نظام تعلیم کا یہی انقلاب اب تک قائم ہے' بلکہ امتداد زمانہ سے اور بھی ابتر ہوگیا ہے - اب ہمکو غور کرنا چاہیے کہ یہ نظام تعلیم اسٹرائک کا متحمل ہوسکتا ہے یا نہیں ؟ خوب غور کرو' اساتذہ کا ذریعہ معاش صرف طلباء ہیں - مدارس کا چندہ صرف طلباء کی کثرت کی بناپر وصول کیا جاتا ہے' علماء کا کوئی وقار نہیں' اونکا طلباء پر کوئی احسان نہیں' با اینہمہ ہر مدرس تعظیم و وقار کا متمنی ہے - ہر طالب العلم جانتا ہے کہ اساتذہ اجرۃ درس لیتے ہیں' اس بنا پر اگر تمام طلباء متفقہ طور پر مدرسہ سے علحدگی اختیار کرلیں تو اساتذہ کا بہترین ذریعہ معاش ہاتھہ سے جاتا رہے' چندہ کے مدارس دفعۃ برباد ہوجائیں' مدرسین کا فرضی وقار و عزت خاک میں مل جاے' اب ہم تسلیم کرلیتے ہیں کہ اسٹرائک صرف تجارت پیشہ اصحاب کا حق ہے - لیکن سوال یہ ہے کہ خود ہمارا نظام تعلیم تجارتی اصول پر قائم ہے یا نہیں؟ اگر ہے اور قطعاً ہے تو وہ اسٹرائیک کی گنجائش کیوں نہیں رکھتا ؟ یورپ کی تعلیم گاہوں میں اگر اسٹرائک نہیں ہوتی تو اسکی وجہ صرف یہ ہے کہ یورپ کا نظام تعلیم تجارتی اصول پر قائم نہیں ہے' مدرسین کو تنخواہیں ملتی ہیں' لیکن اونکی حیثیت ہندوستان سے مختلف ہے - اگر ہمارا نظام تعلیم ایک ہفتہ کے لیے بھی وہاں قائم کر دیا جاے تو تمام یورپ میں دفعتاً ہنگامہ برپا ہو جاے - ہندوستان کے انگریزی مدارس پھر بھی غنیمت ہیں' لیکن - مدارس عربیہ کی حالت نا گفتہ بہ ہے -

ہمارا قدیم نظام تعلیم بھی اخلاقی اصول پر قائم تھا اور اب اس اصول کو ڈسپلن کے پردے میں بجبر قائم رکھا جاتا ہے' لیکن اس حقیقت کو فرا موش نہیں کرنا چاہیے کہ قدیم نظام تعلیم کو خود اخلاق ہی نے قائم کیا تھا - اور جبر قانون کی حفاظت کرسکتا ہے' لیکن اخلاق کا محافظ خود اخلاق ہی ہوسکتا ہے - اس بنا پر اگر ہم اپنے نظام تعلیم کو اخلاقی اصول پر چلانا چاہتے ہیں' تو ہم کو سب سے پہلے اساتذہ کے اخلاق و عادات کی نگہداشت کرنی چاہیے' اور اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہم کو اعلان کردینا چاہیے کہ ہمارا نظام تعلیم اخلاق کے بجاے ایک اور قانون کے زیر اثر ہے' اور وہ قانون اسٹرائک کی اجازت نہیں دیتا - اس اعلان کے بعد ہم بھی تعلیمی اسٹرائک کو ناجائز تسلیم کرلینگے - لیکن ہم اسکو بھی تسلیم کرلیتے ہیں کہ ہمارا نظام تعلیم خالص اخلاقی اصول پر قائم ہے' اساتذہ مفت تعلیم دیتے ہیں' طلباء کو اساتذہ کی طرف سے وظائف ملتے ہیں' طلباء و اساتذہ کے درمیان خالص علمی تعلقات قائم ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ علمی تعلقات میں بھی اختلاف' نفرت' بلکہ عداوت غرض تمام اسباب اسٹرائک کا احتمال ہے یا نہیں ؟ جو طلباء قاعدہ بغدادی اور پرائمر پڑھتے ہیں وہ بے شبہہ اساتذہ پر کوئی اعتراض نہیں کرسکتے' لیکن ایک بی - اے کا طالب العلم پروفیسروں سے کیوں نہیں اختلاف کرسکتا ؟ چند طلباء ایک عالم سے شمس با زغہ کا درس حاصل کرتے ہیں' اونکو اوس سے تسکین نہیں ہوتی' اور اونکو اسکا صحیح احساس بھی ہے' پھر وہ اوس عالم کے حلقہ درس سے علحدہ ہوکر اپنی تعلیم کا دوسرا بہتر انتظام کیوں نہیں کرسکتے ؟ اور اگر اونکے نزدیک اسٹرائک کے ذریعہ سے یہ انتظام ہوسکتا ہے تو اونکو کون سی چیز اسٹرائک سے روک "

کیا اسٹرالک کے عدم جواز پر کوئی شرعی دلیل قائم ہے ؟ حضرت موسی علیہ السلام نے بغرض تحصیل علوم حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھہ بہ الحاح و منت سفر کرنے کی اجازت چاہی ' اعتراض و اختلاف نہ کرنے کا باہم معاهدہ بھی ہوگیا ' لیکن حضرت موسی علیہ السلام نے اون سے ہرجگہ اختلاف کیا - یہاں تک کہ اونکو ناگواری کے ساتھہ حضرت خضر علیہ السلام کی رفاقت سے الگ ہونا پڑا - اس قصہ کی تفسیر میں امام رازی نے نہایت نکتہ سنجی کے ساتھہ طلباء و اساتذہ کے اختلاف کا فطرتی اصول بتا دیا ہے' چونکہ اس سے ہمارے بیان کی تائید ہوتی ہے' اسلیے ہم اس موقع پر امام رازی کی تقریر کا خلاصہ درج کرتے ہیں -

" جاننا چاہیے کہ طالب العلموں کی دو قسمیں ہیں' ایک وہ طالب العلم ہے جو بالکل علم نہیں رکھتا - وہ بحث و مباحثہ کا خوگر نہیں ہوتا ' اعتراض کرنے کی اوسکو عادت نہیں ہوتی - دوسرا وہ طالب العلم ہے جس نے بہت سے علوم حاصل کرلیے ہیں ' دلیل قائم کرنے اور اعتراضات کرنے کا عادی ہے - پھر وہ اپنے سے کامل تر انسان سے تعلق پیدا کرتا ہے تا کہ درجہ کمال کو پہونچ جاے ' اس دوسری صورت میں تعلیم حاصل کرنا نہایت دشوار ہے' کیونکہ جب ایسا طالب علم کوئی ایسی چیز دیکھتا ہے یا کوئی ایسا کلام سنتا ہے' جو اوسکو بظاہر ناپسندیدہ معلوم ہوتا ہے- لیکن در حقیقت صحیح اور ٹھیک ہوتا ہے تو یہ طالب العلم چونکہ بحث مباحثہ' مجادلہ و مناظرہ کا خوگر ہوتا ہے اور اوس شے کی ظاہری ناپسندیدگی اور اپنے عدم کمال کی بنا پر اوسکی حقیقت سے واقف نہیں ہوتا ' اسلیے نزاع ' بحث اور اعتراض کی جراءت کر بیٹھتا ہے' اور اس اعتراض کا سننا اوستاد ماہر فن پر گراں گذرتا ہے ' جب اس قسم کا واقعہ دو تین مرتبہ پیش آ جاتا ہے' تو اوستاد و شاگرد میں سخت نفرت پیدا ہو جاتی ہے خضر علیہ السلام نے حضرت موسی سے یہ کہکر " کہ تم صبر کی طاقت نہ رکھوگے " اس طرف اشارہ کیا تھا کہ تم بحث و مباحثہ کے خوگر ہو چکے ہو (اسلیے اعتراض کروگے) اور اپنے اس قول سے " کہ تم جس چیز کی حقیقت معلوم نہیں اوس پر کیونکر صبر کرسکتے ہو "

یہ اشارہ کیا تھا کہ آپ حقایق اشیاء کے عالم نہیں' اور ہم بیان کرچکے ہیں کہ جب یہ دونوں باتیں جمع ہوجاتی ہیں تو سکوت مشکل اور تعلیم دشوار ہو جاتی ہے اور آخر کار اوستاد و شاگرد میں نفرت و بغض پیدا ہوکر قطع تعلق ہو جاتا ہے -

(تفسیر کبیر جلد ۵ - ص - ۷۴۱)

اگر حضرت موسی علیہ السلام نے باوجود معاهدہ کے خضر علیہ السلام پر اعتراضات کیے اور ناگواری کی یہ نوبت پہونچی کہ اونکا ساتھہ چھوڑنا پڑا ' تو ہمارے طلبا کو اسٹرائک کرنے پر کیوں لعن و طعن کیا جاتا ہے ؟ کیا اونہوں نے بھی اساتذہ کے ساتھہ کوئی معاهدہ کیا ہے ؟

یہ یاد رکھنا چاہیے کہ مقدمہ دائر کرنے کیلیے مدعی کا صرف یہ اعتقاد کافی ہے کہ وہ حق پر ہے وہ اسکا ذمہ دار نہیں ہے کہ قانون بھی اسکی تائید کریگا یا نہیں ؟ ورنہ اگر یہ ذمہ داری بھی اس پر عائد کردی جاے ' تو مدعی مدعی نرہے گا ' بلکہ جج ہوجائیگا -

(لہا بقیۃ ما لحقۃ)

خریداران الہلال سے التماس

نیاز مند ایک یتیم اور بالکل غریب لڑکا ہے والد کو فوت ہوے دس سال کامل گذر گئے - نہ کوئی شماری جائداد ہے اور نہ کوئی بیرونی آمدنی ' باوجود ان سب باتوں کے مجھے اخبار بینی کا اسقدر شوق ہے کہ تحریر نہیں کر سکتا - بالخصوص جناب کے اخبار الہلال کو جس شوق سے میں پڑھتا ہوں اور جناب کی تحریر پر جس طرح شیدا ہوں اسے کیا عرض کروں؟ پہلے تو جناب کا اخبار مجھے دیکھنے کو مل جاتا تھا ' لیکن اب عرصہ تین چار ماہ سے محروم ہوں - میری تعلیم اسوقت عربی میں کافیہ اور اردو و انگریزی میں میٹرک تک ہے اگر کوئی صاحب دل بزرگ مجھہ غریب یتیم کے حال پر نظر توجہ فرماکر فی سبیل اللہ اخبار جاری فرمادیں تو عند اللہ ماجور اور عند الناس مشکور ہونگے -

فقیر حافظ محمد شریف طالب علم معرفت مولوی محمد عبد الطیف صاحب امام مسجد حضرت شاہ - متصل ڈاک خانہ - از کہروڑپکا - ضلع ملتان

ان اللہ مع الصابرین

حضرت مولانا ! نمبر ۴ کھولتے ہی مضمون " مسئلہ قیام الہلال " نظر پڑا -

آخر خدا خدا کر کے مہر سکوت ٹوٹی - جب تک تمام مضمون نہ پڑھ لیا - بے حد بے چینی رہی - کبھی یہ خیال ہوا کہ الہلال (خدا نخواستہ) بند ہو جائیگا - کبھی یہ تذبذب کہ ماہوار نکلیگا - کبھی یہ کہ کاغذ کم درجہ کا لگایا جائیگا - قصہ مختصر یہ کہ ایک خیال آتا تھا اور ایک جاتا تھا - آخر کار یہ پڑھکر کہ الہلال ہفتہ وار قائم رہیگا - تمام امیدیں برآئیں - فالحمد للہ علی ذالک -

اس کو جناب کا لکھا ہوا تصور کروں یا یہ کہوں کہ خاکسار کی ہی تجویز کو شرف قبولیت بخشا گیا - احقر کا جو مضمون نمبر ایک میں نکلا ہے - اسمیں " ایک پیسہ کا کارڈ ڈالکر خریداری سے سبکدوش ہوجائیں " کا مطلب بھی یہی تھا کہ دیکھوں کون آزمائش میں کامیاب ہوتا ہے ؟ تاہم صاف صاف لکھنا مناسب نہ سمجھا - خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا - اصل مطلب یہ ہے - کہ اسی میں قارئین کرام کے لیے آزمائش ہے - اگر وہ اس آزمایش میں پورے اترے - تو آیندہ مقاصد کے پورا ہو جانے کی امید ہے - اور اگر نہیں تو میری طرف سے الہلال چاہے جاری رہے یا بند ہو جائے - یکساں حال ہے -

احمد علی از مکلوڈ گنج روڈ -- بہاولپور

خدام کعبہ

جناب خان بہادر سید جعفر حسین صاحب ریٹائرڈ اگزیکیٹو انجنیر ممالک متحدہ پرونس جنکو آبپاشی ورکس (آبپاشی) کے کاموں میں ۳۲ سال کا تجربہ ہے - آپ انجمن خدام کعبہ کو آئندہ جنوری سنہ ۱۹۱۵ میں اپنی خدمات سپرد فرماتے ہیں کہ حجاز کا ملاحظہ فرمائینگے اور زبیدہ کنال (نہر) کا ملاحظہ فرماکر اپنی رپورٹ پیش کرینگے جس سے مکہ معظمہ میں آب رسانی میں ترقی ہو -